﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۳۱ مارچ ۱۹۹۵ء شمارہ ۱۳

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ

اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہریک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہریک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں۔ کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہریک عضو اور ہریک قوت اور ہر یک وضع اور ہریک حالت اور ہر ایک عمر اور ہریک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش کی جاتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۷، ۵۴۹)

مختصرات

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی صورت میں جو عظیم الشان انعام عطا فرمایا ہے یہ احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں شاندار خدمات سرانجام دے رہا ہے اور بہت ہی خوش آئند اثرات بڑی وضاحت سے دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تعلیمی اور تربیتی ارشادات کو اس سلسلہ میں مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ باقی سب پروگرام بھی اسی محور کے گرد گھومتے ہیں۔ ہر جمعہ کے روز حضور انور کا خطبہ جمعہ اور اس کے علاوہ روزانہ "ملاقات" کا پروگرام سب احباب جماعت کے لئے رنگا رنگ کا علمی، روحانی اور تربیتی مائدہ لے کر آتا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ اس انمول ذریعہ تعلیم و تربیت سے احباب جماعت بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ یہ امر ان کی اور آئندہ نسلوں کی فلاح و بہبود کی بہترین ضمانت ثابت ہوگا۔

گزشتہ ہفتہ کے دوران حضور انور کے تازہ ترین پروگراموں کا مختصر اشاریہ پیش خدمت ہے۔

۱۱ مارچ بروز ہفتہ:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آج کا "ملاقات" پروگرام بچوں کے ساتھ تھا۔ عید کی مناسبت سے یہ پروگرام تفریحی قسم کا تھا۔ بچوں سے حضور انور نے ہلکی پھلکی گفتگو فرمائی۔ پروگرام کے آخر میں بچوں میں مٹھائی اور سینڈوچز تقسیم کئے گئے۔

۱۲ مارچ بروز اتوار:

آج انگریزی زبان میں غیر از جماعت احباب کے ساتھ محمود ہال میں انصار اللہ کے زیر انتظام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں درج ذیل سوالات کئے گئے اور حضور نے تفصیلی جوابات ارشاد فرمائے۔

(۱) دعویٰ نبوت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مذہب تھا اور آپؐ نے اپنی بیٹیوں کی جن خاندانوں میں شادیاں کیں ان کا مذہب کیا تھا۔

(۲) جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو خلیفۃ المسیح کہا جاتا ہے، خلیفۃ المسیح والمہدی کیوں نہیں کہا جاتا؟

(۳) جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو خلیفۃ المسیح کی بجائے خلیفۃ المسلمین کیوں نہیں کہا جاتا جبکہ مسیح موعودؑ تمام مسلمانوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا آپ کا (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا) کوئی خاص تعلق ہے؟ اگر ہے تو اس کی کوئی مثال دیں تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکے۔

(۵) پاکستان میں ایک عیسائی رحمت مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی۔ کیا ایسی سزا کا قرآن کریم میں کہیں ذکر ہے؟

(۶) پاکستان میں مسجدوں تک میں فائرنگ ہوتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے اور اس بدامنی کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے؟

(۷) مسلمانوں میں نئے نئے فرقے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ہر فرقے کا دعویٰ ہے کہ وہ سچا ہے اس صورت میں سچے فرقہ کی تعیین کیسے کی جا سکتی ہے؟

(۸) اگر مسیح و مہدی آ چکا ہے تو اس کا کوئی نشان یا ثبوت بیان کریں؟

(۹) ساری دنیا میں مسلمان جگہ جگہ قحط، بیماریوں اور تکالیف میں مبتلاء ہیں ان کے لئے باقی مسلمان کیا کر رہے ہیں؟

سیرالیون کے ایک غیر از جماعت دوست عبدالسلام ولیم نے سیرالیون میں احمدیوں کی شاندار مساعی کا بہت اچھے رنگ میں ذکر کیا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ سیرالیون اور اس کے باشندوں کی بہبود اور ترقی کے لئے بہت اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ نیز حقیقی اسلام کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔ آخر میں درخواست کی کہ سیاست میں بھی ان کی رہنمائی کی جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس جواب میں قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

ونطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاءً ولا شكوراً ○

نیز ان کی درخوست کے جواب میں سیرالیون کی سیاسی صورت حال پر سیر حاصل تبصرہ کیا اور اہل سیرالیون کو مفید مشورے دئے۔

(۱۰) مسلمان اسلام سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑائیاں کر رہے ہیں۔ جبکہ قرآن کریم و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان کو سچے مسلمان کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

(۱۱) قرآن کریم میں سورہ البقرہ میں متقیوں کی علامات میں سے ایک یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان بالغیب سے کیا مراد ہے؟

۱۳ مارچ بروز سوموار:

حسب پروگرام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۶۹ لی۔

۱۴ مارچ بروز منگل:

آج ہومیو پیتھک کی کلاس نمبر ۷۰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لی۔

۱۵ مارچ بروز بدھ :

ترجمۃ القرآن کلاس میں حضور انور نے آج سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ تا ۱۲۲ کا ترجمہ اور ضروری تفسیر بیان فرمائی۔

۱۶ مارچ بروز جمعرات :

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ القرآن کلاس میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۳ تا ۱۳۹ کا ترجمہ سکھایا۔ نیز ترجمہ کو پوری طرح سمجھانے کے لئے اس کی مختصر تفسیر بھی بیان فرمائی۔

۱۷ مارچ بروز جمعۃ المبارک :

آج کا پروگرام "ملاقات" عمومی سوال و جواب کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ آج کی مجلس میں پہلا سوال یہ پیش ہوا کہ ایک غیر احمدی مولوی نے آج کے اخبار "جنگ" لندن میں بعض احمدیوں کے خطوط کے جواب میں (جنہوں نے لکھا تھا کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں مذہبی توہین کی سزا کے طور پر قتل یا کسی دنیاوی سزا کا کوئی ذکر نہیں) لکھا ہے کہ قتل کی سزا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ بطور مثال سورہ الاحزاب کی آیت ۵۸ اور ۶۲ کو پیش کیا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے مذہبی توہین Blasphemy کے موضوع پر قریباً ۵۵ منٹ تک بہت تفصیلی اور سیر حاصل تبصرہ فرمایا اور اس موضوع کے مالہ وماعلیہ پر قرآنی آیات اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں جامع تبصرہ فرمایا اور محولہ بالا آیات کی بھی تشریح بیان فرمائی۔ اس موضوع پر حضور انور کے یہ ارشادات بار بار سننے اور تبلیغی لحاظ سے دوسروں کو بار بار سنانے کے لائق ہیں۔ احباب کو اس ٹیپ سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

بعد ازاں اس مجلس میں یہ ذکر آیا کہ homosexuality کے موضوع پر چرچ کے مقرر کردہ کمیشن کی رپورٹ آج کے اخبارات میں شائع ہوئی جس میں کہا گیا ہے کہ:

Church will rethink its views on sex.

خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ:

Homosexuals delighted by Anglican decision.

اسی طرح اخبار میں یہ بھی ذکر ہے کہ آرچ بشپ آف یارک نے چرچ کے اس فیصلہ پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے:

"The statement undermines all Christian morality. It is an utterly spurious argument. What about a thief or a murderer or a wife beater who in all other respects lives an utterly holy and Christian life. Do we then say that murder and wife abuse and theft are all right?"

حضور نے اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے آرچ بشپ آف یارک کے موقف کی تعریف کی اور انہیں مبارک باد دی کہ انہوں نے بڑی بہادری، عزم اور جرات سے حق بات بیان کی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بشپ آف یارک کو ان کے اس بیان پر مبارک باد کے خطوط لکھنے چاہئیں اور اس برحق موقف پر ان کی تائید بھی بہت ضروری ہے۔

(ع - م - ر)

انا الموعود و القائم
(میں مسیح موعود اور امام قائم ہوں)

وانّی انا الموعود و القائم الّذی
بہ تملأت الارض عدلاً و تُثمر
بنفسی تجلّت طلعۃ اللّٰہ للوریٰ
فیا طالبی رشدٍ علی بابی احضروا
خذوا حظّکم منّی فانّی امامکم
اُذکّرکم ایّامکم و اُبشّر

(اعجاز احمدی صفحہ ۶۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جس طرح خدا ظاہر ہوا ہے اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہم پر ظاہر فرما کر ہماری ساری مشکلیں آسان کر دیں اور وہ تجربے کبھی ناکام نہیں ہوتے جو محمدؐ رسول اللہ کے بتائے ہوئے تجربے ہیں

احادیث النبی ﷺ

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْہِ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَفِیْ صَدْرِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحٰی مِنْ بُکَائِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب البکاءِ فِی الصَّلٰوۃ

حضرت مطرفؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے ہوتے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ و زاری کی وجہ سے آپؐ کے سینہ سے چکی کے چلنے کی طرح آواز نکلتی تھی۔

اندھیرا روشنی سے ڈر رہا ہے
مگر سورج کا چرچا کر رہا ہے
تمہارے نام کا تھا ذکر جس میں
وہ مضموں سب سے بالا تر رہا ہے
رہا ہے تو ہمارے قتل کے بعد
ہمارا ذکر ہی اکثر رہا ہے
مبارک ہو ہمیں الفت کا الزام
یہ سہرا بھی ہمارے سر رہا ہے
یہی زندہ رہے گا درحقیقت
جو لحہ مسکرا کر مر رہا ہے
دل ناداں کو بھی سنگسار کردو
یہی اک شہر میں کافر رہا ہے
عدو جو بن رہا ہے آج اپنا
یہ کل تک غیر کا مخبر رہا ہے
علی المرتضٰی کے شاہ سوارو!
وہ دیکھو سامنے خیبر رہا ہے
چھلک جائے گا وقت آنے پہ مضطر
یہ برتن قطرہ قطرہ بھر رہا ہے

(محمد علی)

میں کیسے مان لوں؟

اگر کہیں سے سنیں بھی تو مت یقیں کیجئے
کہ شہر بھر میں کوئی دل سے مسکراتا ہے
میں کیسے مان لوں ایمان جانچنے کو خدا
فقیہ شہر سے تصدیق بھی کراتا ہے
بڑے فروغ پہ جاری ہے کاروبار دروغ
وہ جھوٹ کہتا ہے پرچار بھی کراتا ہے
پھر اس کے بعد شب غم کی کب سحر ہوگی
سکوت شام کا عالم مجھے ڈراتا ہے
تکلّفات کی حد بام و در کے ساتھ گئی
غریب جان کر ہر مسئلہ در آتا ہے
کوئی بھی ابرہہ جب اعتدال سے گزرے
فلک سے اس پہ خدا کنکریاں گراتا ہے

(امۃ الباری ناصر)

فاضل اجل، عالم باعمل، عارف باللہ، پرجوش داعی الی اللہ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں

(مسعود احمد خان دہلوی، سابق ایڈیٹر الفضل، حال مقیم جرمنی)

خدا تعالیٰ کے فضل خاص کے نتیجہ میں مجھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن صحابہؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور جن کی تریاقی صحبت سے مجھے حسب استعداد کسی حد تک مستفیض ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ان چنیدہ اور برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک فاضل اجل، عالم باعمل، عارف باللہ اور پرجوش داعی الی اللہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ اپنی تمام تر علمی و روحانی بزرگی کے باوجود انتہائی سادگی پسند، منکسر المزاج اور درویش صفت واقع ہوئے تھے۔ آپ کا رہن سہن اور طریق زیست ظاہری رکھ رکھاؤ اور ہر قسم کے تکلفات سے یکسر مبرا تھا۔ گدڑی میں لعل کی مثال آپ پر خوب صادق آتی تھی۔

نوعمر اور بے ہنر ہونے کے باوجود خوش قسمتی سے مجھے گاہے بگاہے قادیان کے محلہ دارالرحمت کی مسجد میں نماز فجر کے بعد آپ کے پر معارف درس قرآن سے مستفیض ہونے کا بھی موقع ملا اور اسی محلہ میں واقع آپ کی رہائش گاہ کے مردانہ حصہ میں بعد نماز عصر منعقد ہونے والی مجلس میں شریک ہونے کی سعادت بھی ملی۔ ملاقات کی غرض سے آنے والوں میں سے کسی صاحب کے کوئی دینی مسئلہ دریافت کرنے پر آپ گفتگو کا آغاز فرماتے اور اسے اس انداز میں آگے بڑھاتے کہ گویا بحر کھل جاتا۔ بات میں سے بات نکلتی چلی آتی اور معرفت کے ایک نکتہ کے بعد دوسرا نکتہ تسلسل کے ساتھ بیان ہوتا چلا جاتا۔ ایک مسئلہ وضاحت سے بیان ہو چکتا تو ایک اور صاحب دوسرا مسئلہ دریافت کر بیٹھتے اس طرح نہایت پر معارف سلسلہ کلام جاری رہتا۔ مجھے جب بھی قادیان اور ربوہ میں آپ کی مجلس میں شریک ہونے کا موقع ملا ہر بار یہی محسوس ہوا کہ علوم و معارف کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور سامعین (جن میں بحمداللہ میں بھی شامل ہوتا) اس میں اٹھنے والی اور آ آ کر دلوں سے ٹکرانے والی موجوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور ہر طرف چھائی ہوئی روحانی مسرت کے زیر اثر ان پر اہتزاز کی کیفیت طاری ہے۔ ایک مسئلہ ختم ہونے اور دوسرا مسئلہ شروع ہونے کے درمیانی وقفہ میں کوئی صاحب اپنی حاجت یا مشکل بیان کر کے دعا کی درخواست کرتے تو آپ اکثر فرماتے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے بکثرت خط لکھا کریں، ہماری دعائیں تو حضور کی دعاؤں کی متابعت میں ہیں۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے۔ جملہ حاضرین بھی دعا میں شریک ہو جاتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ دعا کے دوران نظر آنے والے کشفی نظارے کا ذکر فرما کر اسی وقت بتا دیتے مشکل دور ہو گی یا نہیں اور یہ کہ دور ہو گی تو کب۔ میں ایسے بہت سے شاہدوں سے ملا ہوں جنہوں نے گواہی دی کہ ان کی مشکل بعینہ اسی طرح دور ہوئی جس طرح حضرت مولانا مرحوم نے ارشاد فرمایا تھا۔ میں اس ضمن میں بطور نمونہ دو واقعات کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

(۱) ۱۹۵۷ء یا ۱۹۵۸ء کی بات ہے کہ ربوہ میں میری ایک عزیزہ نے بی۔ اے۔ کا امتحان دیا۔ ایک مضمون کے پرچے ذرا مشکل تھے۔ وہ اپنی دانست میں سوالات کے تسلی بخش جواب نہ دے سکیں۔ وہ بہت فکر مند تھیں اور اکثر کہا کرتی تھیں میں امتحان میں کامیاب نہ ہو سکوں گی۔ وہ ایک روز حضرت مولانا راجیکی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ملتجی ہوئیں کہ مولانا امتحان میں ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ انہوں نے ایک مضمون کے پرچے تسلی بخش طور پر حل نہ ہو سکنے کا کوئی ذکر نہ کیا۔ حضرت مولانا نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ان عزیزہ سے دریافت فرمایا کیا تمہارا کوئی پرچہ صحیح طور پر حل نہیں ہو سکا تھا؟ ان عزیزہ نے عرض کیا جی ہاں ایک مضمون کے پرچے بہت مشکل تھے میں ان میں مندرج سوالوں کے صحیح رنگ میں مکمل جواب تحریر نہیں کر سکی۔ حضرت مولانا نے فرمایا دعا کرتے وقت مجھے روشنی نظر آئی، روشنی کا نظر آنا کامیابی پر دلالت کرتا ہے لیکن روشنی میں ایک سیاہ نکتہ بھی تھا۔ اس سے مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ ضرور کوئی پرچہ خراب ہوا ہے۔ تاہم فکر نہ کرو تم پاس ہو جاؤ گی کیونکہ تاریکی بہت خفیف تھی اور روشنی بہت تیز ہونے کی وجہ سے اس پر غالب تھی۔ البتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتی رہنا تا کہ حضور کی دعاؤں کے طفیل تمہاری اور ہماری دعائیں قبولیت کا درجہ پا سکیں۔ بعینہ اسی طرح ہوا۔ وہ عزیزہ بہت اچھے نمبروں میں کامیاب ہوئیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لاہور میں اپنے خاوند کے ہمراہ بہت خوشحال زندگی گزار رہی ہیں۔ ان کی اولاد بھی بہت ذہین ہے اور سب بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور زندگی میں ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔

(۲) دوسرا واقعہ اور اس کا بھی میں عینی شاہد ہوں میرے نہایت محترم بزرگ شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم سابق ایڈیٹر الفضل کی بڑی صاحبزادی عزیزہ عفت سلمہا کی شادی کے متعلق ہے۔ عزیزہ موصوفہ کی شادی مکرم محمد احمد صاحب حامی (مقیم ویمبلے انگلستان) سے طے پائی تھی۔ محترم تنویر صاحب نے حضرت مولانا سے درخواست کی تھی کہ آپ ازراہ نوازش رخصتانہ کی تقریب میں تشریف لا کر دعا کرائیں۔ آپ تشریف لائے اور دعا کرائی۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے محمد احمد صاحب حامی کو مخاطب کر کے فرمایا دعا کے دوران مجھ پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ آپ کے والد محترم حکیم فیروز الدین صاحب قریشی مرحوم نظر آئے۔ دیکھا کہ انہوں نے سبز رنگ کا فاخرہ لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔ سر پر سبز عمامہ ہے اور سبز رنگ کا ہی بہت خوبصورت چوغہ پہنا ہوا ہے۔ چہرہ چمک رہا ہے اور بہت ہشاش بشاش ہیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا نے مزید فرمایا اس کشفی نظارہ سے میں یہی سمجھا ہوں کہ خدا تعالیٰ محترم حکیم فیروز الدین صاحب کی اولاد پر بہت فضل فرمائے گا اور انہیں سرسبزی و شادابی سے نوازے گا۔ حضرت مولانا کے اس ارشاد پر پوری مجلس جھوم اٹھی اور زبانوں پر بے ساختہ سبحان اللہ اور الحمدللہ کا ورد جاری ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے واقعی محترم حکیم فیروز الدین صاحب مرحوم کے دونوں فرزندوں برادرم مکرم محمد احمد صاحب حامی، ایم۔ ایس۔ سی۔ (ریڈنگ) اور برادرم محترم لطیف احمد قریشی، ایم۔ اے۔ کو اپنے غیر معمولی فضلوں کا مورد بنایا۔ حامی صاحب درجہ بدرجہ ترقی کر کے پاکستان میں ایک بڑی صنعت کے جنرل مینیجر مقرر ہوئے۔ اب وہ انگلستان میں مقیم ہیں۔ اور بحمداللہ تعالیٰ جماعت کی قلمی خدمت میں پیش پیش ہیں۔ ان کے مضامین روزنامہ جنگ لندن، ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل اور اخبار احمدیہ لندن میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ الفضل انٹرنیشنل میں باقاعدگی سے شائع ہونے والے شذرات انہیں کے رشحات قلم کا نتیجہ ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ انہوں نے اپنے اسم گرامی کو "م۔ ا۔ ح" کے مخفف میں سمویا ہوا ہے۔ لطیف احمد صاحب پہلے تو کالج میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں وہ سی۔ ایس۔ ایس کا امتحان پاس کر کے محکمہ انکم ٹیکس میں آفیسر مقرر ہوئے۔ اس محکمہ میں بہت نیک نامی کے ساتھ قوم و ملک کی خدمت بجا لانے کے بعد اب لاہور ہائی کورٹ میں پریکٹس کر رہے ہیں۔

یہ دو واقعات تو میں نے بطور نمونہ یہاں درج کئے ہیں ایسے ایمان افروز واقعات تو حضرت مولانا کی زندگی میں روزانہ رونما ہو رہے ہوتے تھے۔ آپ کے وجود میں فیض کا ایک چشمہ جاری تھا جو لوگوں کو مسلسل سیراب کر رہا تھا۔ آپ کی تصنیف لطیف "حیات قدسی" اس امر کا ایک درخشندہ ثبوت ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ سے فیض پا کر حیات قدسیہ سے بہرہ ور ہونے والے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنا اور بقا کے مدارج میں سے گزر کر لقائے الٰہی کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے اور بفضل اللہ تعالیٰ تعلق باللہ میں ایک خاص مقام پر فائز تھے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فاضل اجل، عالم باعمل اور عارف باللہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔ مجھے بچپن کے زمانہ سے ہی خود دہلی میں آپ کی پرجوش دعوت الی اللہ اور اس کی تاثیرات کا مشاہدہ کرنے کے انمول مواقع بار بار میسر آئے۔ جماعت احمدیہ دہلی کا سالانہ جلسہ ہر سال بر سر عام کھلے میدان میں بہت باقاعدگی سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اس موقع پر قادیان سے بعض دیگر نامور علماء کے علاوہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کو خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر ایک سے بڑھ کر ایک ایمان افروز تقریر سننے میں آتی تھی لیکن سچ یہ ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کی تقاریر جلسہ کی جان ہوا کرتی تھیں۔ آپ کی تقاریر کا موضوع اکثر ہستی باری تعالیٰ، صفات الٰہیہ اور تعلق باللہ ہوا کرتا تھا۔ آپ کو عربی، فارسی اور اردو لغات یعنی ان زبانوں کے ذخیرہ الفاظ و محاورات اور ان کے برموقع و برمحل استعمال پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ دوران تقریر آپ مترادف الفاظ بڑے تسلسل اور تواتر سے بولتے چلے جاتے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کوشش اور کاوش سے نہیں بول رہے بلکہ ہم معنی اور ہم قافیہ الفاظ القاء ہو ہو کر بلا تکلف از خود زبان پر جاری ہو رہے ہیں۔ سامعین آپ کے علم کی وسعت اور گہرائی پر ششدر ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی تقریر قرآنی آیات کی نہایت پر معارف و لطیف تفسیر اور احادیث نبویؐ کی بصیرت افروز شرح کی وجہ سے علوم و معارف کا بیش بہا خزینہ ہوتی تھیں۔ قرب الٰہی، تعلق باللہ اور نزول افضال و انعامات الٰہیہ کے ذاتی تجربات کا روح پرور ذکر اس پر مستزاد ہوتا۔ سامعین جن میں احمدیوں کے علاوہ باذوق غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوتے تھے کیف و سرور سے لبریز ہو کر جھوم اٹھتے تھے۔ حضرت مولانا کی تقریر رات کے اجلاس کے آخری حصہ میں رکھی جاتی تھی اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ حسب پروگرام اجلاس کا وقت پورا ہونے پر سامعین اصرار کیا کرتے تھے کہ اجلاس کا وقت بڑھایا جائے تا کہ حضرت مولانا کی وجد آفریں تقریر جاری رہے اور علم و عرفان کا دریا بلاتوقف مسلسل بہتا رہے۔ سامعین کے اصرار پر اجلاس کے وقت میں بار بار توسیع کا میں عینی شاہد ہوں۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی عالمانہ تقاریر کی وجہ سے دہلی کے باذوق اور اہل علم اصحاب میں آپ کے علم و فضل کا اکثر چرچا رہتا تھا لیکن بیسویں صدی کی تیسری دہائی کے وسط میں ایک ایسا غیر معمولی واقعہ رونما ہوا کہ جس کے نتیجہ میں بفضل اللہ تعالیٰ دہلی کے اہل علم طبقے آپ کے علم و فضل اور علوم عربیہ میں آپ کی کمال مہارت پر دنگ ہوئے بغیر نہ رہے۔ ان دنوں حضرت مولانا اور محترم مولوی نذیر احمد صاحب ملتانی تبلیغی دورے کے سلسلے میں دہلی تشریف لائے ہوئے تھے۔ والد محترم حضرت محمد احسن آسان دہلویؓ اور ایک غیر احمدی مولوی صاحب کے درمیان اکثر و بیشتر تبلیغی بحث جاری رہتی تھی۔ ان مولوی صاحب کو اپنی عربی دانی پر بہت ناز تھا۔ انہیں دنوں انہوں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض عربی عبارتوں اور عربی اشعار پر صرف و نحو لغت عربی اور محاورہ عرب کی رو سے بعض اعتراضات کئے اور کہا کہ مرزا صاحب کو عربی نہیں آتی تھی۔ والد صاحب نے حضرت مولاناؓ سے ان

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

اعتراضات کا ذکر کیا۔ مولانا موصوف نے فرمایا مولوی صاحب کو میرے پاس لائیں میں ان کے اعتراضات کا یکسر غلط ہونا ان پر ثابت کر دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت مولانا نے صرف اور نحو لغت عربی اور محاورہ عرب کے رو سے ایسی مدلل بحث کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں عرب شعراء کے کلام اور دوسرے عرب لٹریچر سے ایسے واضح نظائر پیش کئے کہ مولوی صاحب دم بخود رہ گئے۔ وہ لاجواب ہو کر ایسے خاموش ہوئے کہ جیسے ان پر سکتہ طاری ہو گیا ہو۔ اس واقعہ کے بعد والد صاحب نے حضرت مولاناؓ کی خدمت میں تجویز پیش کی کہ حضرت مولانا اگر پسند فرمائیں تو علمائے دہلی کو عربی زبان کی تفسیر نویسی کا چیلنج دیں۔ قرآن مجید کا ایک رکوع منتخب کر کے حضرت مولانا اور ان کے مدمقابل غیر احمدی مولوی صاحب مقررہ وقت کے اندر ایک ساتھ عربی زبان میں قلم برداشتہ اس کی تفسیر لکھیں اور پھر دونوں کی رقم کردہ تفاسیر اور ان کے اردو ترجمہ کو کتابی شکل میں ایک ساتھ شائع کر دیا جائے۔ حضرت مولانا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے بلا توقف تفسیر نویسی کے اس مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے تفسیر نویسی کا چیلنج عربی زبان میں رقم فرمایا اور آخر میں لکھا کہ اگر چیلنج قبول کرنے والے مولوی صاحب چاہیں تو میں غیر منقوط عربی میں بھی تفسیر لکھنے کو تیار ہوں۔ اس امر کے ثبوت کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر منقوط عربی عبارت لکھنے کا ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔ آپ نے عربی زبان میں کہی ہوئی اپنی دو نظمیں بھی درج فرمائیں جن میں سے ایک منقوط تھی اور دوسری غیر منقوط۔ اس چیلنج کا اردو ترجمہ اور مقابلہ کی شرائط نیز جماعت احمدیہ کا تعارف والد صاحب نے اپنی طرف سے اردو میں شامل کیا۔ یہ چیلنج بیس پچیس صفحات کے کتابچہ کی شکل میں طبع کرا کے شہر بھر میں اسے بہت وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا گیا۔ دہلی کا کوئی دینی مدرسہ اور عالم ایسا نہ تھا جس تک یہ مطبوعہ چیلنج نہ پہنچایا گیا ہو۔ اس کا شہر بھر میں بہت چرچا ہوا۔ شہر کے لوگ بازاروں، مجلسوں اور اپنی نجی گفتگوؤں میں کئی روز تک اس کا چرچا کرتے رہے۔ مقابلہ کے لئے تو کوئی غیر احمدی عالم مرد میدان بننے پر آمادہ نہ ہوا لیکن اس کے نتیجہ میں دہلی کے علمی طبقوں پر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے علم و فضل اور عربی دانی کی دھاک بیٹھ گئی۔ بعد میں ایک اور ایمان افروز واقعہ کے تعلق میں اس کے ایک ثبوت کی وجد آفریں بازگشت بھی سننے میں آئی۔

ہوا یوں کہ اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ بعد آریہ سماج دہلی کا سالانہ جلسہ ان کے نئے تعمیر کردہ وسیع و عریض ہال میں جو "دیوان ہال" کے نام سے موسوم تھا منعقد ہوا۔ انہوں نے جمیعۃ العلماء والوں، احمدیوں اور عیسائیوں کو حدوث روح و مادہ، آوہ گون وغیرہ مسائل پر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جماعت احمدیہ دہلی کی درخواست پر حضرت مولانا ابو العطاء صاحب مناظرہ کے لئے قادیان سے دہلی تشریف لائے۔ جلسہ کے پہلے روز رات کو آریہ پرچارک مہاشہ راجندر کا ایک غیر احمدی عالم سے مناظرہ ہوا۔ آریہ مناظر نے مولوی صاحب کی دال نہیں گلنے دی۔ مسلمان سامعین جو ہزاروں کی تعداد میں آئے ہوئے تھے بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ اس سے اگلے روز رات کو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کا مناظرہ ہوا۔ آریوں کے علاوہ مسلمان بھی بہت بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ آریوں کے چرب زبان مشہور مناظر جو پریمی کہلاتے تھے مولانا ابوالعطاء صاحب کے مدمقابل تھے۔ آریوں کی طرف سے صدارت کے فرائض مشہور آریہ مناظر مہاشہ راجندر ادا کر رہے تھے۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کے احمدیہ علم کلام پر مبنی نہایت وزنی، ٹھوس اور پرزور دلائل اور پرشوکت انداز بیان کے آگے پریمی صاحب ایسے لاجواب ہوئے کہ اصل موضوع کو چھوڑ کر اتر آئے یاوہ گوئی پر۔ حضرت مولانا ابوالعطاء کے دلائل قاطعہ کے آگے آریہ مناظر کی بے بسی اور شکست خوردہ ذہنیت پر مسلمان سامعین پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ دیوان ہال کے ایک حصہ میں ہندو عورتیں بھی بڑی تعداد میں موجود تھیں۔ مولانا ابوالعطاء صاحب نے اپنی اگلی تقریر میں بآواز بلند کہا کہ میں پریمی صاحب کی یاوہ گوئی کا مسکت جواب خود انہیں کی مسلمہ کتابوں کے حوالہ سے (اس وقت مولانا ابوالعطاء صاحب نے آریوں کی ایک کتاب ہاتھ میں لے کر فضا میں بلند کی اور اس کا نام پڑھا) دے سکتا ہوں لیکن دوں گا ہرگز نہیں۔ زبان کی آلودگی کے علاوہ اگر انہیں اپنی ماں بہنوں کی بھی شرم نہیں ہے تو نہ ہو لیکن ان کی ماں بہنوں کو میں اپنی ماں بہنیں سمجھتا ہوں میں ان کی موجودگی کی لاج رکھتے ہوئے خود آریوں ہی کی کتابوں کے حوالے پیش کرنے سے محترز رہوں گا اور اپنی زبان اور بحث کو اپنی طرف سے کسی قسم کی یاوہ گوئی سے آلودہ نہیں ہونے دونگا۔ مولانا کا یہ اعلان کرنا تھا کہ آریوں کی طرف سے مقرر کردہ صدر مہاشہ راجندر صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنے مناظر پریمی صاحب کی روش پر افسوس اور معذرت کا اظہار کرتے ہوئے پریمی صاحب سے کہا کہ آپ اپنی تقریر کو مقررہ موضوع تک محدود رکھیں اور اخلاق سے گری ہوئی گفتگو سے باز رہیں۔ خود اپنے ہی صدر کا یہ اعلان جہاں آریوں پر بجلی بن کر گرا وہاں اس نے ہزاروں مسلمان سامعین کے لئے اظہار مسرت کے حق میں مہمیز کا کام دیا۔ وہ بے اختیار ہو کر نعرہ تکبیر بلند کرنے لگے۔ پریمی صاحب پر ایسی اوس پڑی کہ وہ بولنے کے قابل نہ رہے۔ بحمداللہ تعالیٰ پورے مناظرے میں اول سے آخر تک مولانا ابوالعطاء صاحب ہی چھائے رہے اور مناظرہ ختم ہونے پر اسلام کی فتح کا نقارہ بجا کر ہی سٹیج سے اترے۔ اس خوشی میں مسلمانوں نے اپنے نعرہ ہائے تکبیر کی پررعب و پرہیبت گونج سے "دیوان ہال" کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس وقت مسلمانوں کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ ان کا ایک جم غفیر مولانا ابوالعطاء صاحب کے پیچھے پیچھے بطور مشایعت دور تک ساتھ چلتا رہا۔ اس جلوس میں دیگر احمدیوں کے ہمراہ میں بھی مولانا کے عین عقب میں ان کی کتابوں کا بستہ اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ دینی مدرسوں کے بہت سے طلباء اپنے ایک استاد کے ہمراہ میرے پیچھے آ رہے تھے۔ وہ اسلام کی فتح پر خوشی کے اظہار کے طور پر آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان کی باتیں میں غور سے سن رہا تھا۔ ایک نوجوان طالب علم نے کہا "واقعی اللہ دتہ (مراد ابوالعطاء) مرزائیوں کا بہت بڑا عالم ہے" اس پر اس کے ساتھی طلباء نے ہاں میں ہاں ملائی اور مولانا صاحب کے زور استدلال اور پرشوکت انداز بیان کی بہت تعریف کی۔ ان کی یہ باتیں سن کر ان کے معلم صاحب جو ساتھ چل رہے تھے بولے:۔

"اس میں شک نہیں اللہ دتہ مرزائیوں کا بہت بڑا عالم ہے۔ لیکن اس وقت ان کا سب سے بڑا عالم مولوی راجیکی ہے کبھی اس کی تقریر سنو تو تمہیں پتہ چلے کہ علم کس کو کہتے ہیں"۔

الغرض اس مختصر تذکرہ سے مقصود یہ ہے کہ ہماری نئی نسلوں کو پتہ چلے کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید اور ممتاز علماء میں سے تھے۔ آپ فاضل اجل اور پرجوش داعی الی اللہ ہی نہ تھے بلکہ بہت بڑے عارف باللہ بھی تھے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کو قبولیت دعا کی نعمت غیر مترقبہ سے بھی بہت وافر حصہ ملا تھا۔ مزید برآں بحیثیت داعی الی اللہ آپ عالمانہ اور عارفانہ شان کے قادر الکلام خطیب و مقرر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں اپنے خاص مقام قرب سے نوازے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس شان اور مرتبہ کے عالم ہمیشہ عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

نئی سائنسی ایجادات

(محمد زکریا ورک۔ کینیڈا)

امریکہ میں عنقریب کاروں میں ایسے جدید کمپیوٹر نصب کئے جائیں گے جن کی مدد سے ڈرائیور اپنا راستہ بغیر کسی کاغذی نقشہ کے بآسانی تلاش کر سکیں گے۔ ایسے کمپیوٹر ایک اجنبی کو نئے شہر کے اندر اس کی جائے مقام اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے مختلف سڑکوں کی نشاندہی آسانی سے کر سکیں گے۔ سائنس دان ایسے کمپیوٹر بنانے کی بھی کوشش کر رہے ہیں جو انسان سے ڈکٹیشن لے کر ان کو لکھتے ہوئے ٹائپ شدہ مسودہ میں تبدیل کر سکیں گے۔ ایسے کمپیوٹر انسان کی آواز کو اس حد تک معین طور پر پہچان سکیں گے کہ اگر انسان یہ کہے "ڈاکٹر اختر کو فون کرو" تو ڈاکٹر کا فون نمبر بغیر انگلی ہلائے خود بخود ڈائل ہو جائے گا۔ ایسی مشینیں یا کمپیوٹر بنانے سے سائنس دانوں کا منتہائے مقصود یہ ہے کہ وہ ایسے کمپیوٹر ایجاد کر سکیں جو انسان سے یوں گفتگو کریں جیسے دو انسان آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔

گزشتہ سال فلوریڈا امریکہ کی ریاست میں ایک خاتون سیلز مین نے ایک تجرباتی کار اولڈز موبیل ڈرائیو کی جس کے اندر Computrized Navigation System نصب کیا ہوا تھا۔ اس خاتون کا کہنا ہے کہ جب وہ کار میں بیٹھی تو وہ شہر کی انجان جگہ پر تھی اس کا گھر وہاں سے اندازاً ۴۵ منٹ کے فاصلہ پر تھا اور اسے گھر جانے کا راستہ ٹھیک معلوم نہ تھا اس نے کار کے اندر نصب کمپیوٹر میں اپنا ایڈریس ٹائپ کیا تو کمپیوٹر نے اس کو ہدایت کی کہ گھر جانے کے لئے فلاں سڑک پر جاؤ پھر دائیں طرف مڑو۔ ٹریفک لائٹ کے بعد جو اسٹاپ سائن آئے وہاں سے بائیں ہاتھ مڑنے کے بعد گھر بالکل سامنے ہوگا۔ اس Navigation سسٹم کا نام "گائیڈ اسٹار" ہے۔ اس کی قیمت ۱۹۹۵ امریکن ڈالر ہے۔ ستمبر ۱۹۹۴ء سے یہ Navigation سسٹم کیلی فورنیا کی ریاست میں تمام کار ڈیلروں سے دستیاب ہے اور امید واثق ہے کہ اگلے سال ۱۹۹۶ء تک یہ امریکہ کے ہر کار ڈیلر سے دستیاب ہوگا۔

—○○—

نیویارک شہر کی ٹیلی فون کمپنی NYNEX نے ایک نئی ٹیلی فون سروس کا آغاز کیا ہے جس کا نام Voice—Dialing ہے اس سروس کے تحت بجائے فون ڈائل کرنے کے انسان فون سے یوں گویا ہوتا ہے۔ "بھائی جان کو فون کرو"، تو بھائی جان کا فون نمبر ڈائل ہو جاتا ہے۔ اس سروس کی فیس ۵ ڈالر ماہانہ ہے انسان ۵۰ فون نمبر ٹیلی فون سیٹ کے اندر اسٹور کر سکتا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ فون آواز کو پہچانتا ہے۔ اس لئے گھر میں والد کی غیر موجودگی میں فرزند ارجمند ویڈیو اسٹور سے فلمیں منگوانا چاہے تو فون نمبر ڈائل نہیں ہوگا۔

—○○—

تازہ اخباری رپورٹ کے مطابق دنیا کی کمپیوٹر بنانے والی کمپنی انٹرنیشنل بزنس مشین (آئی۔ بی۔ ایم) نے ایک نیا سافٹ ویئر تیار کیا ہے جس کا نام Voice Talk ہے اس کی قیمت ۱۹۹۵ امریکن ڈالر ہے۔ یہ سافٹ ویئر ان لوگوں کے لئے بہت سود مند ہوگا۔ جن کو روزانہ لانگ ہینڈ میں تفصیلی نوٹس لکھنے ضروری ہوتے ہیں۔ مثلاً ٹیکساس کے ایک ہسپتال میں ایک ڈاکٹر مریضوں کا معائنہ کرنے کے بعد جو کیس نوٹس لکھتا ہے اب وہ پرسنل کمپیوٹر کو ڈکٹیٹ کر دیتا ہے۔ ازاں بعد کمپیوٹر ان تفصیلی نوٹس کو پرنٹر پر ٹائپ بھی کر دیتا ہے یوں اس عمل میں وقت کی بچت کے علاوہ غلطی کا امکان بھی کم ہو جاتا ہے۔

—○○—

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔
(مینیجر)

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

خطبہ جمعہ

جب تک ہم توحید کا ایک منظر اس زمین پر پیش نہیں کرتے اس وقت تک حقیقت میں توحید کا غلبہ دنیا میں ہو نہیں سکتا

ہر جماعت کے امیر کو مجلس عاملہ کا اجلاس بلانا چاہئے۔ اس خطبے کی روشنی میں جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان کا جائزہ لینا چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۷ فروری ۱۹۹۵ء مطابق ۱۷ تبلیغ ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۶﴾
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۷﴾
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۸﴾ (الاحزاب: ۴۶ تا ۴۸)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی ہم نے تجھے گواہ اور نگران بنا کر بھیجا ہے اور خوش خبریاں دینے والا بنا کے بھیجا ہے اور ڈرانے والا بنا کے بھیجا ہے "وداعیاً الی اللہ" اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا "باذنہ" اسی کے حکم کے ساتھ "سراجاً منیراً" اور ایسا سورج بنا کے بھیجا ہے جس نے لازماً بالآخر کل عالم میں چمکنا ہے اور کل عالم کی روشنی اس تیری ذات ہی سے وابستہ کر دی گئی ہے۔ کیونکہ سورج ہی سے سب دنیا روشنی کا فیض پاتی ہے خواہ وہ مشرق کی دنیا ہو یا مغرب کی۔ پس اس پیش گوئی کا رنگ بھی یہ تھا کہ کل عالم کے لئے جب تجھے بھیجا گیا ہے تو سراج تو ہی ہے خواہ وہ مشرق کی دنیا ہو یا مغرب کی۔ جب تو ان پہ چمکے گا تو وہ نور پائیں گے جب تک وہ تجھ سے غافل رہیں گے ان کے سینے منور نہیں ہو سکتے۔ "وبشر المومنین" اور وہ لوگ جو مومن ہیں، ایمان لے آئے، ان کو خوش خبری دے دو "بان لهم من اللہ فضلاً کبیراً" کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

علم کے سلسلے میں جو میں نے خطبوں کا آغاز کیا ہے اس میں میں نے گزارش کی تھی کہ آئندہ انشاء اللہ یہ جو ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے بعض پروگرام ہیں ان سے متعلق میں خطبے میں بعض اہم امور بیان کروں گا مگر اس سے پہلے یہ حدیث میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو بخاری کتاب العلم "باب فضل من علم و علم" سے لی گئی ہے یعنی کتاب علم ہے اور اس میں باب ہے اس شخص کا فضل، اس کا مرتبہ اور دوسروں پر اس کی فوقیت جو سیکھتا بھی ہے اور سکھاتا بھی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس سے متعلق میں پہلے چند احادیث بیان کر چکا ہوں اور اسی کی روشنی میں میں انشاء اللہ آئندہ آپ کو آپ کی ذمہ داریاں سمجھاؤں گا۔

حدیث یہ ہے:

عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِى مُوسٰى عَنِ النبي ﷺ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِى اللّٰهُ بِهِ مِنَ الهُدَى وَالعِلْمِ كَمَثَلِ الغَيْثِ الكَثِيرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنهَا نَقِيَّة قَبِلَتِ المَاءَ فَاَنبَتَتْ كَلأً وَالعُشْبَ الكَثِير وَكَانَتْ مِنهَا اجادِبُ اَمسَكَت المَاء فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوا وَزَرَعُوا واَصَابَت...... ..الخ

یہ جو حدیث ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "بعثنی اللہ" مجھے جو اللہ نے مبعوث فرمایا ہے "من الهدیٰ والعلم" ہدایت میں سے دے کر اور علم میں سے کچھ عطا فرما کر۔ یہ "من" کا جو لفظ ہے یہ بعض دفعہ کچھ کے لئے استعمال ہوتا ہے بعض دفعہ بہت بڑا ایک حصہ عطا کیا ہو تو اس کے لئے بھی محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں سے یعنی میں اس کا ترجمہ یوں سمجھتا ہوں کہ "من الهدیٰ والعلم" کہ بہت بڑی ہدایت اور بہت بڑے علم سے جو کچھ مجھے عطا ہوا ہے "کمثل الغیث" اس لئے یہ ترجمہ درست ہے کہ آگے مثال غیث کی دی جا رہی ہے۔ بظاہر "من" کا مطلب ہے اس میں سے کچھ۔ مگر اتنا عطا فرمایا ہے کہ جیسے موسلا دھار بارش برسے، بڑی کثرت کے ساتھ۔ "اصاب ارضا" اور وہ زمین کو پہنچے اور زمین کو اپنے فیض سے بھر دے۔ یہ بیان فرمانے کے بعد کہتے ہیں مگر زمینیں تین قسم کی ہیں۔ کچھ ایسی ہیں جو نقی ہیں، جو صالح ہیں۔ ان میں چیز کو قبول کر کے اس کے فیض کو اپنی ذات میں جاری کر کے اور فیض رساں بننے کا مادہ پایا جاتا ہے۔ پس وہ لوگ جو میری بات کو سنتے ہیں اسے قبول کرتے ہیں جذب کرتے ہیں اور ان سے پھر نئی روئیدگی پھوٹتی ہے اور میرے عطا کردہ علم کا فیض پھر وہ باقی دنیا کو پہنچاتے ہیں ان کی مثال اسی زمین کی سی ہے جو بیان کی گئی ہے کہ وہ صالح ہے، پاک زمین جس پر جب خوب بارش برسے تو اس کے پانی کو جذب کرتی ہے اور اس کو پھر نئے نئے فائدوں میں تبدیل کرتی چلی جاتی ہے۔

اب زندگی بخش پانی ہی ہے مگر جو اچھی مٹی، زرخیز مٹی ہے جب اس میں وہ پانی ملتا ہے تو ضروری نہیں کہ بعینہ بس اتنا ہی پانی کا فیض پانی کی صورت میں دے بلکہ پانی کے ساتھ زندگی کے جتنے مصالح وابستہ ہیں وہ سارے مصالح یعنی مصلحتیں اور فوائد، وہ مٹی اپنی ذات میں ملا کر بنی نوع انسان کے لئے جاری کر دیتی ہے۔ پانی میں حیات ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خالی پانی پی کے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ پانی میں تمام حیات کے آغاز کا مادہ ہے اس کو برقرار رکھنے کا مادہ ہے، زندگی کی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے مختلف صورتوں میں باہر نکالنے کا مادہ ہے۔ پس یہ عظیم مثال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان اپنے غلاموں کی دی ہے جو زرخیز مٹی کی طرح پانی کو قبول کرتے ہیں پھر پانی ہی کے فیض کو ہر قسم کی دوسری ضرورتوں میں تبدیل کر کے وہ بنی نوع انسان کے لئے جاری کرتے ہیں۔

اور کچھ ایسی زمین ہیں جو قبول نہیں کر سکتی مگر گویا وہ نیچی ہے۔ اس میں تکبر نہیں ہے، انکسار پایا جاتا ہے۔ وہ نچلی زمین ایسی ہوتی ہے جس کی طرف پانی بہتا ہے اور وہ اسے سنبھال لیتی ہے۔ اس میں آپ چونکہ کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی اس لئے وہ اس پانی کی تبدیل شدہ صورت میں جو مزید منفعتوں کے ساتھ دنیا کو دیا جاتا ہے اس صورت میں اس پانی کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتی۔ کوئی روئیدگی نہیں نکلتی، کوئی سبزہ نہیں پھوٹتا، کوئی پھل پیدا نہیں ہوتے مگر امانتدار زمین ہے۔ اس میں انکسار پایا جاتا ہے اور نچلی زمینوں کی طرف پانی بہتا ہے تو پھر وہ اسے محفوظ کر لیتی ہیں۔ فرمایا وہ تو خود اس سے اس طرح استفادہ نہیں کر سکتیں مگر اور آنے والے آتے ہیں جب بارشیں ختم ہو جاتی ہیں تب بھی اس زمین سے لوگ اپنے ڈولوں میں پانی بھرتے ہیں اور اس کا فیض کھیتوں کی صورت میں بھی دوسری جگہ جاری ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرح بھی بنی نوع انسان کے لئے فوائد اس پانی کے ساتھ منسلک ہو جاتے ہیں تو یہ بھی ایک زمین ہے۔ خود محروم ہونے کے باوجود کیونکہ ان کی صلاحیت نہیں ایسے لوگوں کو اور بسا اوقات ہمیں انسانی زندگی میں ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں، منکسر ہیں، بے علم ہیں، ذہنی صلاحیتیں بھی زیادہ نہیں مگر تقویٰ شعار لوگ ہیں۔ عاجزی پائی جاتی ہے، جو کچھ کہا جاتا ہے اسے سنبھال لیتے ہیں، وہ خود اگر فائدہ نہ اٹھائیں تو کثرت کے ساتھ بنی نوع انسان کے فائدے کا موجب بنتے ہیں۔

مگر فرمایا ایک وہ بدنصیب زمین ہے جو سنگلاخ ہے نہ قبول کر کے خود فائدہ اٹھا سکتی ہے نہ کسی اور کے لئے وہ پانی رکھتی ہے۔ آج پانی برسا کل خشک ہو گئی اور کوئی نشان بھی پھر تری کا اس میں دکھائی نہیں دیتا۔ تو فرمایا یہ تین قسم کے لوگ ہیں جن کے لئے میں مبعوث ہوا ہوں۔ یعنی میں تو مبعوث ہوا ہوں کل عالم کے لئے مگر تین قسم کے لوگ ہیں جن سے مجھے واسطہ پڑتا ہے اور بہترین وہی ہیں جو فرمایا مومن ہیں، جو سچے مومن ہیں میرے مخلص غلام ہیں وہ خود بھی بہت فائدہ اٹھاتے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے بھی ان سے بکثرت فائدے وابستہ رہتے ہیں۔

علم کے مضمون میں یہ حدیث بہت ہی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ فضیلت اس شخص کی بیان ہورہی ہے۔ حضرت امام بخاری نے باب یہ باندھا ہے "فضل من علم وعلم" اس شخص کا فضل جو خود بھی سیکھتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ وہ اس مثال کی طرح ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی ہے۔ تو حضرت امام بخاری بہت ہی زیرک تھے اور احادیث کی تفسیر بھی ساتھ ساتھ ایک دو لفظوں میں بیان فرما دیتے تھے۔ بعض لوگ بڑی بڑی تقریریں ان حدیثوں پر کرتے ہیں بعد میں لکھتے بھی ہیں مگر حضرت امام بخاری کے دو کلمے اس حدیث کی روح تک پہنچتے ہیں اور اس کو اجاگر کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ گویا خود ان کی مثال بھی اسی زرخیز سرزمین کی سی تھی جو پانی کو قبول کرتی ہے پھر اسے جذب کر کے اس کی روح تک پہنچتی ہے۔ اس کو بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے ان کے سامنے ایسی صورت میں پیش کرتی ہے کہ وہ سمجھ سکتے ہیں اور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

یہ جو ٹیلی ویژن کا نظام ہے اس سلسلے میں میں آپ سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ذہن میں جو نقشہ ہے وہ ایک عالمی اوپن یونیورسٹی کا نقشہ ہے اور وہ تمام علوم جو بنی نوع انسان کے فائدے کے علوم ہیں میں چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں اس اعلیٰ مقصد کی خاطر جس کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا گیا۔ آپ کے علوم کا سورج تمام دنیا میں روشن ہو اور تمام دنیا پر چمکے اور آپ کا پانی جو بکثرت برسا ہے وہ نہ ختم ہونے والا پانی ہے وہ ہماری حقیر اور ادنیٰ نظر آنے والی جماعت کے ذریعے جس کو خدا نے فضیلت بخشی ہے، حقیر تو دکھائی دیتے ہیں دنیا کو مگر اللہ نے ان کے سپرد وہ عظیم کام فرما دیا ہے جو تمام فضیلتوں کا منبع ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بارش کی طرح نازل ہونے والے علوم کو تمام دنیا میں پہنچایا جائے۔ یہ وہ کام ہے جس میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہے اس نے اہم فریضہ ادا کرنا ہے اور کسی حد تک شروع کر چکی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جو اس سلسلے میں میں ہدایتیں دیتا ہوں وہ بظاہر یوں لگتا ہے کہ بعض ایسی زمینوں پہ پڑی ہیں جن پہ پانی پڑا اور بہہ گیا اور انہوں نے دوسروں کے لئے محفوظ بھی نہ رکھا اور بعض ایسی زمینیں ہے جو محفوظ رکھ لیتی ہیں، لوگ فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر وہ خود جیسا کہ کہا گیا ہے انتظامیہ اس طرح مستعدی سے نہ اس پر عمل کرتی ہے نہ عمل کرواتی ہے۔ اور بعض بڑی زرخیز زمینیں بھی ہیں۔

اس ضمن میں جب میں نے یہ مضمون اس تعلق میں سوچا تو میں نے اور غور کیا تو پتہ چلا کہ دراصل یہ مثال جماعت پر صادق نہیں آتی صرف منتظمین پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ میرا وسیع تجربہ یہ ہے کہ جماعت ساری کی ساری زرخیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ جماعت بے وفاؤں کی جماعت نہیں ہے۔ ہر نیک کام پر بڑی مستعدی سے لبیک کہنے والی جماعت ہے کبھی بھی انہوں نے نیکی کے بلاوے پر پیٹھ نہیں پھیری بلکہ لبیک کہتے ہوئے مشکل کاموں میں بھی یوں لگتا ہے کہ اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لینے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے۔ پس اس پہلو سے میرا وسیع تجربہ ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ جہاں بھی انتظامیہ کی کمزوری کی وجہ سے یوں محسوس ہو کہ زمین زرخیز نہیں رہی اور اس طرح جواب نہیں دے رہی جیسے بارش کا جواب زرخیز زمینیں دیا کرتی ہیں تو قصور ہمیشہ اس ایک آدھ انسان کا یا ایک دو یا چند آدمیوں کا ہوا کرتا ہے جو بیچ میں بیٹھ رہتے ہیں اور اپنی پوری ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی یا صلاحیت نہیں رکھتے یا ان کی غفلت حائل ہو جاتی ہے۔

یہ سوچتے ہوئے مجھے یاد آ گیا کہ میرا بھی زمیندارے کا تجربہ ہے اب جو نئی نئی مشینیں بنی ہیں ان میں بیجوں کی مشینیں بھی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں کے حالات مختلف ہیں ان کی مٹی اور طرح کی ہے بعض مٹی کیچڑ جلدی بن جاتی ہے اور بظاہر سہاگے کے بعد ٹھیک دکھائی دیتی ہے مگر نالیوں میں پھنسنے لگ جاتی ہے۔ یہاں میں نے دیکھا ہے یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی وہ مشینیں جو بیج کی مشینیں ہیں وہ بالکل صاف بیج پھینکتی جاتی ہیں اور اگر کہیں نالیوں میں کچھ پھنستا ہوگا تو وہ لوگ اچھے تربیت یافتہ ہیں وہ دیکھتے رہتے ہیں کہیں کوئی نالی خالی تو نہیں پھر وہ اتر کر اس کو جھاڑ کر ٹھیک کر لیتے ہیں۔ تو بعض دفعہ جو بیج ڈالنے والی مشینیں ہیں ان کی نالیاں بند ہوتی ہیں اب وہ زمین کو کوسا جائے تو یہ تو جائز بات نہیں ہوگی۔ بعض دفعہ جلدی پتہ لگ جاتا ہے بعض دفعہ کچھ عرصے کے بعد جب کہ بیجنے کا موسم ہی گزر جاتا ہے پھر پتہ چلتا ہے پھر زمیندار کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تو ایسی جماعتیں بھی ہیں جہاں بعض منتظمین رستے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جماعتیں مستعد ہیں لیکن کام نہیں ہو رہا جس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں پر انحصار کیا گیا تھا انہوں نے اس انحصار کے تقاضے پورے نہیں کئے۔

اب تک جو یاددہانیاں کروائی گئیں جماعتوں میں ان میں سب سے زیادہ میرے لئے کوفت کا موجب جرمنی کی جماعت بنی کیونکہ بڑی مستعد ہے، بڑی قربانی کرنے والی ہے اور ایم۔ ٹی۔ اے۔ کا سب سے بڑا بوجھ جرمنی کی جماعت نے اٹھایا ہوا ہے تو ایم۔ ٹی۔ اے۔ سے استفادے میں وہ محروم رہ جائے تو گویا ان کی مثال اس بیج والی زمین کی سی بن جائے گی جو پانی اکٹھا تو کرتی ہے اور لوگ تو فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر خود فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ جرمنی کی جماعت اس مثال پہ اپنے لئے راضی رہے اگرچہ حادثتاً یا اتفاقاً یہ مثال ان پر صادق آ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امیر صاحب چونکہ جرمن بولنے والے امیر ہیں، بے حد مخلص، فدائی، منکسر المزاج، بے حد محنتی مگر بعض دفعہ وہ لوگ جو اردو دان ہیں یا پنجابی بولنے والے ہیں ان کی وہ ٹیمیں بناتے ہیں، اس اعتماد پر کہ اچھا کام کرنے والے ہیں اور وہ پھر آگے اس کام پر بیٹھ رہتے ہیں۔ پھر ان کی مدد کرنی پڑتی ہے ان کو سمجھانا پڑتا ہے کہ اس ٹیم کو بدلیں کوئی اور ٹیم لے آئیں۔ بعض دفعہ ان کی مجلس عاملہ میں بیٹھ کر خود تبدیلیاں کروائی گئیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہی جماعت جو پہلے غیر مستعد نظر آتی تھی اچانک اس میں جان پڑ گئی۔ "والصبح اذا تنفس" کی صورت میں جس طرح صبح جاگ اٹھتی ہے اسی طرح وہ صبح کی طرح روشن جماعتیں تھیں مگر صبح کے وقت سوئی ہوئی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل فرمایا۔ یہ جو کام ہے اس میں بھی معلوم ہوتا ہے کوئی ایسی ہی ٹیم امیر صاحب اور جماعت کے درمیان پڑی ہوئی ہے جو کاموں پر بیٹھ گئی ہے اور جرمنی کی جماعت کو یہ دن دیکھنا پڑا کہ بار بار موقع دینے کے باوجود میں ٹالتا رہا اس مضمون کو ذرا ٹھہر کے کروں تاکہ مجھے جرمنی سے خوش کن رپورٹ آ جائے لیکن افسوس کہ یہ میری خواہش پوری نہ ہو سکی اس لئے امیر صاحب کو اب تبدیلی کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں جن کے متعلق میں اخلاقی خطبات میں نصیحت کر چکا ہوں بہت بڑے بڑے فوائد کے رستوں میں حائل ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ چھوٹا دل رکھتے ہیں۔ ایک آدمی اچھا کام کر رہا ہے امیر کے زیادہ قریب آ گیا ہے تو اسی سے حسد شروع ہو جاتا ہے، ایسی باتیں شروع ہو جاتی ہیں جس سے امیر کا دل بھی کھٹا ہوتا ہے کہ یہ تو اسی کی باتیں سنتا ہے گویا کہ اس کو امیر بنا رکھا ہے۔ ایک ایسا شخص وہاں موجود ہے مبشر باجوہ کے نام سے مشہور بھی ہے اور بدنام بھی۔ مشہور تو ان لوگوں کی نظر میں جو جانتے ہیں کہ نیک انسان، خدمت گزار۔ آج تک میں نے جتنے کام سپرد کئے ہیں سب سے زیادہ مستعدی سے جرمنی میں مبشر باجوہ نے وہ کام کئے ہیں۔ کبھی کوئی شکوہ نہیں۔ کبھی بعض دفعہ یاددہانیوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ یاد آیا تو پوچھا تو پتہ چلا کہ کام ہو چکا تھا لیکن رپورٹ میں ذرا کمزور ہیں مگر بہت عمدہ کام کیا ہے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ امیر صاحب ان پر بہت بنا کرتے تھے اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ نیک، مستعد اور صحیح مشورے دینے والا اور متفرق کام جو بھی سپرد کریں وہ مستعدی سے کرتا ہے لیکن چونکہ ان کی بیوی کا عزیز بھی ہے اس لئے بعض چھوٹے دل والوں نے چھوٹی باتیں شروع کر دیں کہ لو جی یہ تو گھر کا راج بن گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں "سالا آدھے گھر والا" یا "سالی آدھے گھر والی" تو انہوں نے امارت ہی بانٹ کے آدھی مبشر کے سپرد کر دی حالانکہ ہرگز ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ میں نے امیر صاحب سے کہا یہ چھوٹے دل والے اگر اعتراض کرتے ہیں تو چلیں کچھ دیر کے لئے کبھی کبھی مشورہ لے لیا کریں ورنہ اس بیچارے کو الگ چھوڑ دیں اور وہ امور جن میں یہ خاص طور پر ممد تھے ان میں کمزوری آ گئی۔ اب میں یہ نہیں کہتا کہ اس کام پر مبشر کو مامور فرمائیں۔ یہ امیر کا کام ہے وہ خود دیکھے مگر جو بھی اس کام میں روک بن کے بیٹھے ہوئے ہیں وہ مجھے منظور نہیں ہیں اب۔ نئے آدمی مقرر کریں اور میں آپ کو مثالیں دوں گا کہ کس طرح چھوٹی چھوٹی جماعتیں جن میں زیادہ وسائل بھی نہیں ہیں چونکہ ان کے کام کرنے والے مخلص اور فدائی تھے، عاجز تھے اور جو ہدایت دی گئی اس کو قبول کیا اس سے ان کے کم ہونے کے باوجود بہت ہی نیک نتائج ظاہر ہوئے۔ اتنے کہ میری توقع سے بھی بڑھ کر۔

ایک اس کی میں جو آپ کے سامنے مثال رکھتا ہوں ان کے لئے دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں بڑے کام وہاں ہونے والے ہیں بڑے اہم کام ہیں جو آئندہ جماعت کی ترقی پر اثر انداز ہونگے۔ وہ مصروف ہیں لیکن کچھ روکیں ان کی راہ میں حائل ہیں۔ وہ ناروے کی جماعت ہے۔ ناروے کے امیر صاحب زیادہ دینی لحاظ سے خاص تعلیم یافتہ آدمی نہیں ہیں لیکن انکسار ہے اور اطاعت کا بڑا مادہ ہے۔ جو سنتے ہیں من و عن اسی طرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سالہا سال سے، دس گیارہ سال سے تو یہاں آ کے بھی دیکھ رہا ہوں کہ نارویجین زبان میں قرآن کا ترجمہ نہیں ہو رہا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ وہ جو ایک مخلص نارویجین جن کے اخلاص میں کوئی شک نہیں وہ دوسرے کاموں میں اتنے مصروف اپنی روز مرہ ذمہ داریوں کے علاوہ جماعتی خدمتوں میں بھی کہ ان کے اکیلے کی بس کی بات نہیں تھی۔ دوسرے وہ محتاط بہت ہیں۔ جب تک پوری طرح مضمون نہ سمجھ آ جائے وہ آگے ترجمہ نہیں کر سکتے۔ یہ یقین پوری طرح نہیں کہ میں قرآن کے ترجمے کا حق بھی پوری طرح ادا کر رہا ہوں کہ نہیں۔ تو بہت لمبا عرصہ گزر گیا ترجمہ ہو نہیں رہا تھا۔ میں نے امیر صاحب سے کہا کہ میں جب دورے پر جاتا رہا ہوں تو میں نے محسوس کیا ہے کہ نئی ایسی نسل احمدی نوجوانوں کی لڑکوں اور لڑکیوں کی اوپر آ رہی ہے جو بہت ہی اچھے زبان دان ہیں اور اردو بھی اچھی بھلی آتی ہے۔ لیکن نارویجین میں تو یہ حال ہے کہ بہت سے ایسے ہمارے بچے ہیں جو نارویجین سے ہمیشہ نارویجین زبان میں زیادہ نمبر لے جاتے ہیں اور ان کے اساتذہ بھی حیران ہوتے ہیں ہیڈ ماسٹرز لکھتے ہیں ان کے والدین کو کہ عجیب قسم کا لڑکا ہے باہر سے آیا ہے اور ہمارے سارے نارویجینز کو نارویجین زبان میں Beat کر گیا ہے یا ایسی بچیاں بھی بہت ہیں۔ تو میں نے کہا اللہ نے آپ کو صلاحیت عطا فرمائی ہوئی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ طریقہ ان کو میں نے یہ سمجھایا کہ اچھی بچیاں، ایک ٹیم ان کی بنائیں، اچھے بچوں کی ایک ٹیم بنائیں ان کے ساتھ جو وہاں سے ایسے لوگ آئے ہوئے ہیں جو دینی علم رکھتے ہیں کچھ نہ کچھ اور

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

اردو زبان پر ان کو خوب محاورہ ہے ان کی ٹیم میں ان کو داخل کریں نگران کے طور پر۔ وہ ترجمہ اپنی نگرانی میں کروائیں اور پھر ان کو سننے کے بعد چھان بین کر لیں کہ واقعتہً وہ مفہوم ہمارے اردو تراجم سے منتقل ہوا ہے کہ نہیں۔ پھر مربی صاحب یا دوسرے صاحب علم جو لوگ ہیں ان کو ان پر نگران بنائیں وہ پھر ان کو دیکھیں۔ پھر ان کی آپس میں اکٹھی Meetings ہوں وہاں ترجمے پڑھے جائیں اور ایک دوسرے کو مشورے دیں۔ میں نے کہا یہ بہت محنت کا کام ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ہو سکتا ہے اور ایک سال کا عرصہ ان کو میں نے دیا تھا وہ چھ مہینے میں ہی مکمل کر دیا ہے۔ اور ایسا اعلیٰ پائے کا ترجمہ کیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ میں نے احتیاطاً یہاں کی جو ماہر کمپنیاں ہیں جو تراجم کے اوپر حرف آخر سمجھی جاتی ہیں ان کو وہ ترجمہ بھیجا انہوں نے کہا کہ کوئی ہمیں اس میں نقص نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم کے عین مطابق جیسا کہ نارویجین میں ہونا چاہئے تھا ویسا ہی ترجمہ ہے لیکن ابھی وہ اور بھی پالش کر رہے ہیں۔ بعض ایسے مشکل مقامات ہیں جہاں میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ تسلی کر لی جائے تو ناروے کی جماعت چونکہ اس بہت ہی اہم فریضے میں مصروف تھی اور انہوں نے حیرت انگیز اعجاز دکھایا ہے اطاعت اور اس کے نتیجے میں خدمت کا پھل حاصل کرنے کا اس لئے ان کو میں نے ان چیزوں میں یاددہانی نہیں کرائی جن کے متعلق میں جماعت کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ خدا کے لئے جلدی ذمہ داری سے بعض کام سرانجام دیں۔

ان پروگراموں میں چار ایسے پروگرام ہیں بلکہ پانچ جن کے متعلق بارہا جماعت کو سمجھایا ہے کہ آپ ٹیمیں بنائیں اور جب تک آپ یہ کام نہیں کریں گے ہماری ایم۔ ٹی۔ اے۔ حقیقت میں پورا فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ اب تک زیادہ ترفیض پانے والے اردو دان ہیں یا کچھ انگریزی دان کبھی کبھی ہو جاتے ہیں لیکن دنیا کی مختلف قومیں، مختلف زبانیں بولنے والے احمدی بکثرت بڑھ رہے ہیں اور وہ سارے کے سارے زبان نہ جاننے کی وجہ سے محروم بیٹھے ہیں۔ اب بنگال ہے۔ بنگلہ دیش کی جماعت بہت اچھی ہے لیکن بعض وہاں مربی ہیں جو معلوم ہوتا ہے بہت ہی ست ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو مستعد ہیں مگر شاید ان کے سپرد یہ کام نہیں کیا گیا۔ اب میں نام تو نہیں لوں گا یہ تو ناجائز ہے کہ واضح کروں کہ میرے نزدیک کون ست ہے اور کون مستعد ہے لیکن ہے ایسا ہی واقعہ۔ اور اتنے ہیں کہ اگر وہ چاہتے تو سارے پروگرام ساتھ کے ساتھ آسانی سے بنگلہ دیشی زبان میں مل سکتے تھے اور بڑی سخت ضرورت ہے کہ بنگال میں بنگالی زبان میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعہ لوگوں تک پہنچا جائے۔ میں نے ایک جائزہ لیا چونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ نصیحت کر کے انسان سمجھتا ہے کہ یہ عمل ہو گیا ہو گا لیکن جب جائزہ لیں تو کچھ اور بات نکلتی ہے۔ پاکستان سے جانے والوں میں سے ایک کے سپرد یہ تھا کہ یہ بھی جائزہ لیں کہ کیا حال ہے اور ایک کو میں نے کہا بھی نہیں تھا از خود وہ ماشاء اللہ اتنے ذہین ہیں کہ خود ہی انہوں نے جائزہ لیا۔ دونوں کا جواب ایک ہی ہے کہ باوجود اس کے کہ بڑی محنت سے جماعت نے ڈش انٹینا ز لگائے، جماعتوں میں مہیا ہو گیا لیکن بہت کم دیکھ رہے ہیں اور بہت کم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ غیر احمدی از خود دیکھ رہے ہیں لیکن احمدیوں میں بہت کم ہیں۔ جب اس کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ بنگلہ زبان میں ان کا ترجمہ ہی نہیں ہے تو وہ کیا کریں بے چارے۔ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ بعض تبرکاً بیٹھ جاتے ہیں سامنے بس۔ کچھ ثواب حاصل کر کے چلے جاتے ہیں لیکن علمی فائدہ، دینی فائدہ ان کو اور کچھ نہیں پہنچتا۔ جو دیکھنے والے ہیں وہ وہ ہیں جن کو یا اردو آتی ہے یعنی غیر احمدی جو ہم نے جائزہ لیا ہے یا انگریزی دان ہیں بعض ان میں سے بہت محظوظ ہو رہے ہیں اور بعض اپنے خط بھی لکھتے ہیں کہ ہم نے یہ دیکھا ہے پروگرام، بہت ہی فائدہ اٹھایا ہے۔ مگر جن کی اصل غرض تھی کہ جماعت کی تربیت ہو جائے اس سے محرومی ہے اور بار بار یاددہانی کے باوجود ابھی تک ان کی طرف سے کوئی بنگلہ پروگرام نہیں آ رہا۔ اب یہ وعدہ ملا ہے کہ ہم نئے پروگرام بنائیں گے۔ نئے تو بنائیں گے جو پہلے بن چکے ہیں ان کا کیا بنا؟ ان میں سب سے اہم ضرورت خطبات کے ترجمے کی ہے کیونکہ خطبات کے ذریعے ایک عالمی جماعت ایک نفس واحدہ کی طرح تیار ہو رہی ہے اور یہ بعثت ثانیہ میں نفس واحدہ دوبارہ بننا بہت ہی ضروری ہے۔ جب تک ہم توحید کا ایک منظر اس زمین پر پیش نہیں کرتے اس وقت تک حقیقت میں توحید کا غلبہ دنیا میں ہو نہیں سکتا۔ اور ساری جماعت کا مزاج ایک ہونا چاہئے، ساری جماعت کی سوچیں ایک طرح ہونی چاہئیں، ان کے اخلاق ایک جیسے ہونے چاہئیں اور دینی بنیادی علم میں سب کو کچھ نہ کچھ حصہ ملنا چاہئے۔ اور ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعے وہ کام آسان ہو گیا جو بالکل ناممکن دکھائی دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جہاں یہ آواز پہنچ رہی ہے اور لوگ فائدے اٹھا رہے ہیں ایک جگہ سے نہیں ساری دنیا سے کثرت سے بعض ایک کہتے ہیں کہ ہم تو احمدی سمجھا کرتے تھے اپنے آپ کو، مگر احمدی تو اب بنے ہیں جب ہم نے ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگرام دیکھنے شروع کئے ہیں اب ہمیں پتہ لگا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے اور اسلام کی عظمت کس کو کہتے ہیں

تو یہ پروگرام ایسے نہیں ہیں جن کو آپ خفیف نظر سے دیکھیں یہ ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے آسمان سے فیض اترا ہے اور اسے ہمیں ہر حالت میں کامیاب بنانا ہو گا۔ پس جو پروگرام پیش کئے جا رہے ہیں ان کے ان کی زبانوں میں ترجمے اگر نہیں ہونگے تو ہم کیسے ان قوموں کو فیض پہنچا سکیں گے۔ اور بنگال میں تو ویسے ہی مولویوں نے بڑی سخت مہم شروع کی ہوئی ہے جماعت کی بدنامی کی۔ اس کا جواب اگر ٹیلی ویژن کے ذریعے ملے اور بنگلہ دیش زبان میں ملے تو بہت فائدہ پہنچے گا کیونکہ وہ لوگ، بنگالی مزاج کے لوگ عموماً منصف مزاج ہوتے ہیں اور سمجھ دار ہیں۔ جب دلائل سے بات ہو تو بعض دفعہ بڑے بڑے کٹر مخالف مولوی بھی دیکھتے دیکھتے بات مان جاتے ہیں۔ اور ایسی مثالیں بارہا سامنے آئی ہیں کہ خطبات میں بعض جو مولوی ہیں ان کو یہ بھی فائدہ ہے کہ اکثر اردو دان ہیں کیونکہ اردو مدرسوں میں ہندوستان میں جا کر تعلیم حاصل کی ہوئی ہے تو وہ دو تین خطبوں کے اندر بڑے بڑے کٹر مخالف مولوی اللہ کے فضل سے احمدی ہو گئے۔ یہ شاذ کے طور پر پاکستان میں بھی ہوتا ہے مگر بنگلہ دیش میں، افریقہ وغیرہ میں جو دینی تعلیم رکھنے والوں میں انصاف کا مزاج ہے وہ بدقسمتی سے ہندوستان اور پاکستان کے مولویوں کے مقابل پر زیادہ ہے۔

اس لئے ہمیں بنگالی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے لیکن ہم کیا کریں ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ بنگال کی جماعت اٹھ کھڑی ہو اور اپنی ضرورتیں خود پوری کرے۔ تو ایک ترجمے میں بہت ہی اہم کام خطبات کا ہے۔ ایک رننگ ٹرانسلیشن یعنی Simultaneous ساتھ ساتھ جاری رہنے والی، ہو رہی ہو لیکن ہرگز کافی نہیں ہے۔ جب ہم تعریف کرتے ہیں کہ فلاں نے کمال کر دیا بہت اچھی ٹرانسلیشن کی تو مراد یہ ہے کہ بڑا مشکل کام ہے اس میں گزارہ اچھا ہو گیا ہے۔ لیکن ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جو ٹرانسلیشن ہے اس کا حق ادا ہو گیا ہے، سارے مطالب پوری طرح دوسروں تک پہنچ گئے ہیں اور بعض جگہ پھر غلطیاں بھی رہ جاتی ہیں۔ جب میں سنتا ہوں بعض اوقات تو پتہ چلتا ہے کہ میں نے تو یہ نہیں کہا تھا مگر کم ایسا ہوتا ہے مگر جو بات پہنچتی ہے اس جان اور طاقت کے ساتھ نہیں پہنچتی جو اصل زبان میں پائی جاتی ہے۔

> **میں چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں اس اعلیٰ مقصد کی خاطر جس کے لئے آپؐ کو مبعوث فرمایا گیا، آپ کے علوم کا سورج تمام دنیا میں روشن ہو اور تمام دنیا پر چمکے**

پس اس پہلو سے ہر خطبے کا جو رننگ ٹرانسلیشن ہو بھی چکی ہے اس کا علمی لحاظ سے درست اور مؤثر اور جس زبان میں ترجمہ ہو اس میں طاقتور ترجمہ ہونا ضروری ہے اس کے بغیر ہمارا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ پھر سوال و جواب کی مجالس ہیں، عربوں کے ساتھ ہیں، افریقنوں کے ساتھ ہیں، انگریزوں کے ساتھ ہیں، یورپین کے ساتھ ہیں۔ ان میں اتنے وسیع مسائل سمیٹے جاتے ہیں جن تک انسان کی رسائی ممکن نہیں ہوتی اور بہت سی کتب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے اگر کتابوں کے ترجمے کئے جائیں تو ان میں بھی بہت ابھی منازل طے کرنے والی باقی ہیں ترجمے تیار کرنے والے، ان زبانوں کو سمجھنے والے مگر یہ جو مجالس کی دلچسپی ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ انگریزی زبان میں بھی اس کے اچھے ترجمے ہو جاتے ہیں۔ عربی میں تو اس لئے زیادہ اچھے ہو جاتے ہیں کہ وہاں میں رک جاتا ہوں، بات کہہ کر جب ترجمہ ہوتا ہے تو پھر آگے بڑھتا ہوں۔ جرمن زبان میں جو ہوئے ہیں وہ بھی اس لئے اچھے ہوئے کہ وہاں بھی یہی طریق تھا کہ کچھ بات کہی جواب دیا، رک گیا، پھر اگلا سوال شروع ہوا، اس کا ترجمہ ہو گیا پھر جواب دیا گیا، پھر رک گیا یہاں تک کہ ترجمہ ہو گیا تو وہ معیاری ترجمے ہیں لیکن وہ صرف جرمن میں ہی ہیں جہاں تیار ہوئے ہیں یا انگریزی میں ہیں۔ ان کے معیاری ترجمے دوسری زبانوں میں بھی تو ہونے ضروری ہیں اور جب تک وہ ہوں گے نہیں دوسری زبانوں والے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

بعض خطوں میں لکھتے ہیں یہ سوال اٹھایا گیا، یہ اعتراض اٹھایا گیا اور وہ شاذ ہی کوئی ایسا ہو جو نیا ہو ورنہ ہر ایک کا جواب کسی نہ کسی مجلس میں آ چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن لوگوں نے سوال کئے ان کے چہرے بتا رہے تھے ان کے چہروں کی حرکتیں اور آثار بتاتے تھے کہ مطمئن ہوئے ہیں۔ تو اگر وہ مطمئن ہو سکتے ہیں جو سوال کر رہے ہیں تو دوسرے بھی انشاء اللہ مطمئن ہونگے مگر اس کے ترجمے تو کرو۔ ان کے ترجمے مختلف زبانوں میں کرنا صرف یہی کافی نہیں بلکہ ان کے ترجمے ویڈیوز میں اس طرح بھرنا کہ بولنے والے کے انداز اور اس کے فقروں کے ساتھ جس حد تک ممکن ہو مطابقت کریں۔ یعنی یہ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر پھر اثر پھیکا پڑ جاتا ہے اور انسان تعجب سے دیکھتا ہے کہ یہ کچھ اور ادھر شروع کر دی اس نے۔ یہ بات کسی اور طرف کا رخ لئے ہوئے ہے۔ یہ کام ہے جس کے لئے ٹیمیں بنانے کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں اکثر زبانوں میں ہمارے پاس اب اللہ کے فضل سے، اہم زبانوں میں صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ جہاں نہیں ہے وہاں ایک زبان کی مدد سے دوسری زبان میں اچھے ترجمے کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر جرمن ٹیمیں مستعد ہوں تو وہ ہمارے لئے بوسنین میں بھی بہت سہولت پیدا کر دیں گی اور البانین میں بھی۔ کیونکہ جرمن میں کثرت سے ایسے مخلص بوسنین اور البانین احمدی ہیں جن کو جرمن پر عبور حاصل ہے اور وہ پھر اپنی زبان سے، وہ اور ان کے خاندان مل کر جرمن زبان سے اپنی زبان میں ترجمے کر سکتے ہیں۔ تو وہ لوگ جنہوں نے اس میں غفلت کی ہے وہ اندازہ کریں وہ کس طرح بعض بڑی بڑی قوموں کے رستے میں حائل ہو کے بیٹھے ہوئے ہیں جو فیض پہنچ سکتا تھا وہ

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
MTV AHMADIYYA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

نہیں پہنچ رہا۔

چھوٹی جماعتوں میں جو بہت ہی مستعد اور فوراً انکسار کے ساتھ لبیک کہہ کر خدمت کرنے والی ہیں ان میں ایک تو ناروے کی مثال میں نے دی ہے، ایک ہالینڈ ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ چھوٹی جماعت ہے لیکن امیر صاحب بھی ماشاء اللہ بہت ہی منکسر اور لبیک کہنے والے اور اور بھی بہت سے ایسے وہاں مخلصین ہیں ان کی رپورٹ میں آپ کو بتاتا ہوں اس سے اندازہ ہوگا کہ کس طرح مستعدی کے ساتھ وہ کوشش کرتے ہیں۔ وہاں ایک غفلت یہ ہوگئی کچھ عرصے تک کہ ہمارے ایک بہت ہی مخلص ڈچ احمدی ہیں حمید صاحب وہ ترجمہ کر رہے تھے تو شاید یہ تاثر تھا کہ وہی سارے ترجمے کریں گے حالانکہ ناممکن تھا ان کے لئے، سارے ترجمے وہ کہاں کر سکتے ہیں۔ بعض ترجمے ہیں جن کے لئے ٹیموں کی ضرورت ہے تو اس لاعلمی میں کچھ وہاں سستی ہوئی لیکن جب میں نے توجہ دلائی تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت ہی عمدہ اس پر لبیک کہا گیا ہے اور فوری طور پر ٹیمیں بنا کر انہوں نے جو کام شروع کیا ہے اس کے فوری نتیجے بھی نکلنے شروع ہوگئے ہیں۔ امیر صاحب جو ہبۃ النور صاحب ہیں ان کی فیکس آئی ہے اس کا اردو ترجمہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ دس نومبر کو جب یہ شروع ہوا تھا تو انہوں نے کہا ہے کہ اس وقت دس نومبر کو حالانکہ ہدایتیں ہم بہت بڑی دیر سے دے رہے ہیں پہلے سے۔ ہیگ میں ایک اجلاس بلایا گیا پچیس نوجوان بچے اور بچیاں جو کہ اس کام کے سلسلہ میں منتخب کئے گئے تھے شامل ہوئے۔ اس میں طے پایا کہ کون نگران ہونگے، کتنے چاہئیں۔ دس نگران مقرر کئے گئے جو طے شدہ ٹیموں کے ذمہ دار تھے ترجمے کے لئے اشیاء، ویڈیو اور آڈیو کیسٹ اور جتنی ضرورتیں تھیں وہ مبارک یاد اللہ صاحب جو اس کے ذمہ دار ہیں انہوں نے حامی بھری کہ جو ضرورت ہے مجھ سے مانگیں میں دوں گا۔ اب کیسے منظم طریق پر دیکھیں وہ کام کو آگے بڑھا رہے ہیں اور تمام نگرانوں کو ان کی ٹیمز کے ممبرز کے نام، طریقہ کار سمجھایا گیا اور تیرہ نومبر کو بذریعہ خط بھی جو کچھ بھی باتیں ہوئی تھیں ان کو پھر دوبارہ پہنچا دیا گیا۔ انیس نومبر کو سیکرٹری آڈیو ویڈیو نے پھر یاد دہانی کرائی اور اس کے ساتھ ویڈیو اور آڈیو کیسٹ بھجوا دئے۔ اب یہ ویڈیو اور آڈیو کیسٹ وہاں کی جماعت نے از خود جیسا کہ ہدایت دی تھی تیار کئے۔ ان کو پھر Multiply کیا ہے، اس کو بڑھایا ہے اور بعض جماعتیں اب ان کا یہاں نام لینا مناسب نہیں کیونکہ ساری دنیا میں ان کی سبکی ہوگی، ان کے امیر صاحب نے لکھا ہے کہ ہمیں ویڈیو تو بھیجو جس کا ہم ترجمہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے وہ دیکھتے ہی نہیں ہیں، خطبے بھی نہیں سنتے اور قریب کی جماعت ہے کوئی ہمارے آس پاس کی کہ میں نے تو لکھا تھا ہمیں ویڈیو نہیں بھیجی۔ میں نے کہا ان کو سمجھاؤ کہ آپ کو لکھا گیا، بار بار سمجھایا تھا کہ آج کے بعد جب سے ایم۔ ٹی۔ اے۔ کا نظام عالمگیر ہوا ہے کوئی ویڈیو نہیں بھیجی جائے گی۔ آپ کو بجٹ مہیا کر دئے گئے ہیں، آپ سامان خریدیں، اپنی ٹیمیں بنائیں اور وہاں ریکارڈ کریں۔ تو یہ بہانہ ہے ایک نفس کا کہ اپنے گلے سے اتار کر مرکز پر بات پھینکی اور پھر جو بھیجی گئیں ان کا بھی پتہ نہیں ان کو۔ ایک تو میں گواہ ہوں وہاں سے مانگی جب ویڈیو وقت کے اوپر کہ جی ہے ہی نہیں ہمارے پاس۔ پھر ایک نوجوان بولا کہ جی پڑی ہوئی ہے فلاں جگہ کونے میں میں نے دیکھی تھی۔ وہ منگوائی تو وہ ویڈیو نکل آئی۔ تو یہ بھی کچھ پتہ نہیں کہ ویڈیو ہیں بھی کہ نہیں ہیں، کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے ان سے تو میں نے انتظام کھینچ ہی لیا ہے۔ اللہ کے فضل سے اس زبان کی اور جماعتیں موجود ہیں دنیا میں، میں نے ان سے کہا ہے کہ ان سے اب کوئی کام نہیں لینا بلکہ اور دنیا میں جو جماعتیں ہیں یہی زبان بولنے والی وہ مخلص ہیں مستعد ہیں اور انشاء اللہ وہ اس بوجھ کو خود اٹھا لیں گی۔ تو بعض دفعہ اتنا اظہار ہوتا ہے افسوسناک کہ سزا اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی کہ ان سے کام کی سعادت کو واپس لے لیا جائے۔ مگر بعض جماعتیں ہیں میں نے بتایا ہے وہ سعادت مند ہیں بے حد مستعد ہیں کہیں کوئی ایک آدھ ٹیم غلطی سے ایسی ہے جو رستے میں حائل ہوئی ہے تو ان کو بدل دیا جائے تو انشاء اللہ وہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

یہ ہالینڈ کی جماعت میں بتا رہا ہوں کبھی بھی اس لحاظ سے انہوں نے شکوے کا موقع نہیں دیا۔ جو سنتے ہیں سمجھتے ہیں، اس کے مطابق فوراً عمل کی کوشش کرتے ہیں۔ اب تک جو کہتے ہیں ہومیو پیتھک کلاسز کے لئے ہم نے الگ بنا دی ہے، زبانوں کے لئے الگ ہیں ٹیمیں اور قرآن کلاسز کی الگ ٹیمیں ہیں اور یہاں اس کا ذکر باقی جگہ اس لئے نہیں کہ یاد دہانی میں یہاں سے نہیں لکھا گیا تھا مگر خطبات اور (Question/Answer) کو بھی شامل کریں ان کی بھی الگ مستقل ٹیمیں بنانے کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں زبان سیکھنے کی کلاسز عبدالحمید در فیلڈن کے سپرد ہیں اور وہ بارہ کلاسز کے ترجمے کر چکے ہیں اللہ کے فضل سے اور بڑی مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔

مگر زبان کے متعلق میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ باقی جو پروگرام ہیں ان میں ایک آدمی کی آواز کافی ہے خواہ وہ مرد ہو اور اگر مرد نہ ہو تو عورت۔ لیکن ایک آدمی کی آواز میں آپ قرآن کریم کی کلاس کا ترجمہ کر لیں یا ہومیو پیتھی کا ترجمہ کر لیں یہ کوئی مضائقے کی بات نہیں۔ لیکن زبان کی کلاس ہے اس میں ٹیم کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ میں بول رہا ہوں بعض دفعہ ایک آدمی مرد جواب دے رہا ہے بعض دفعہ ایک پیچھے پردے میں بیٹھی ہے لڑکی، لیکن موجود ہے۔ اس کو عورتوں کی نمائندگی میں بات کرنی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ بچوں سے سوال جواب ہیں وہ بچے جواب دیتے ہیں مختلف عمر کے۔ کہیں لڑکے کی آواز ہے، کہیں لڑکی کی آواز ہے تو پروگرام زیادہ محنت کا تقاضا کرتا ہے اور زیادہ اعلیٰ انتظام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں اب جبکہ ناروے کی ٹیم فارغ ہوئی ہے انشاء اللہ وہ مجھے یقین ہے بڑی جلدی یہ سارے پروگرام بنا کے بھیجنا شروع کر دیں گے۔ تو یہ جو زبان والا حصہ ہے یہ ایسا پروگرام ہے جو کچھ الجھن پیش کر رہا ہے۔

اس سلسلے میں بعض لوگوں کی طرف سے جو نمونے کے پروگرام جنہوں نے سنے ہیں یہ شکایت آئی ہے کہ بعض دفعہ آپ کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ دکھائی نہیں دے رہی ہوتی۔ کیمرہ مین کسی اور طرف دیکھ رہا ہے اور بعض دفعہ جو ترجمہ کرنے والا ہے اس کی زبان اور ہے وہ لگتا ہے کچھ اور بیان کر رہا ہے، آپ کچھ اور کر رہے ہیں تو دقتیں ہیں سمجھنے میں۔ ان کو میں سمجھا رہا ہوں کہ دقتیں تو ہیں لیکن ان کا حل یہاں سے زیادہ آپ کے ہاتھ میں ہیں جو سننے والی جماعتیں ہیں یہ ان کا فرض ہے ہم نے تو جس طرح بھی ہو سکا ایک پروگرام نمونے کے طور پر پیش کر دیا مگر آگے مختلف زبانوں میں اس کا ڈھالنا اور اس کا حق ادا کرنا یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ جہاں تک کیمرہ مین کا تعلق ہے آپ کو علم ہونا چاہئے کہ سارے یہ طوعی خدمت کرنے والے ہیں نوجوان۔ اور جو ہماری پروفیشنل ٹیم کہلاتی ہے وہ بھی طوعی ہے اصل میں یہ جسوال برادران کی ٹیم جو ہے یہ طوعی خدمت کرنے والی ہے ان کے اوپر حسب توفیق بوجھ ڈالا جا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اور جو نوجوان ہیں بعض دفعہ دل چاہتا ہے کہ ان کو اسی وقت بھی سمجھایا جائے کہ تمہارا کیمرہ دوسری طرف ہے مگر پروگرام میں رخنہ نہیں ڈالا جا سکتا اور وہ اپنی توفیق کے مطابق کرتے ہیں یہ تو نہیں ہو سکتا کہ میں ادھر زبان بھی سکھا رہا ہوں اور کیمرہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ کیمرہ ٹھیک جگہ فوکس ہوا ہے کہ نہیں۔ تو یہ مجبوریاں ہیں ان کو برداشت کریں آہستہ آہستہ معیار اونچے ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا Criticism نہیں ہے جو بدنیتی سے کیا گیا ہے۔ کوئی تنقید ایسی نہیں ہے جس میں نعوذ باللہ من ذالک کوئی رعونت ہو کوئی تلخی ہو۔ مخلص بندے ہیں وہ بے چارے چاہتے ہیں کہ پروگرام اچھے ہوں تنقید بھیج دیتے ہیں اس لئے ان پر کوئی شکوہ نہیں لیکن جواب دینا اور سمجھانا تو بہر حال میرا کام ہے۔ اس لئے میں بڑے ٹھنڈے دل سے ان کو بتا رہا ہوں شکریہ مگر مجبوریاں ہیں۔ ایک موقع پر تو ایک تنقید ملی تو اس پر مجھے یہ شعر یاد آ گیا۔ کہ۔

اے موج بلا ان کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفان کا نظارہ کرتے ہیں

میرا وسیع تجربہ یہ ہے کہ جماعت ساری کی ساری زرخیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ جماعت بے وفاؤں کی جماعت نہیں ہے۔ ہر نیک کام پر بڑی مستعدی سے لبیک کہنے والی جماعت ہے

طوفان میں پڑ کے کچھ مدد کریں تو بات بنے۔ جس کشتی کو آپ متلاطم دیکھ رہے ہیں، ڈولتی ہوئی دیکھ رہے ہیں، کچھ اس کے لئے آگے بڑھیں تو پھر بات بنے۔ کناروں پر سے دیکھ کر تبصرے کر دینا یہ کافی نہیں ہے لیکن ایک اور بھی شعر تھا اس کو چھوڑ کر مجھے یہ کیوں پسند آیا کیونکہ ان کے خلاف کوئی دل میں جذبہ نہیں نا غصے کا۔ تو اس شعر کے پہلے مصرع میں بہت پیاری بات ہے جو میرے دل کو لگتی ہے۔

اے موج بلا ان کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے "ہلکے سے" غصہ نہیں ہے صرف نمونہ چاہتے ہیں ہم۔ تو اس لئے عمداً میں نے اس مضمون کے فارسی کے دوسرے شعر بھی ہیں وہ چھوڑ کر اس کو اس "ہلکے" کی وجہ سے چنا ہے۔ تو کچھ ہلکا سا آپ بھی تجربہ کر لیں۔ اپنے نام پیش کریں۔ ان منتظمین کے حضور جنہوں نے ان کاموں کو اپنے ملکوں میں جاری کرنا ہے اور پھر دیکھیں اگر اچھے پروگرام بنیں گے تو سو بسم اللہ بہت خوشی کی بات ہے۔ مگر یہاں کے پروگرام بھی اللہ کے فضل سے چونکہ مسلسل نظر ہے کوشش ہے وہ بہتر ہونگے۔ ایک تبصرہ آیا تھا کینیڈا سے کہ "جی وخت پایا ہے اپنے آپ نوں" یعنی زبان کے معاملے میں وہ تبصرہ بڑا دلچسپ ہے لیکن گہرا ہے زیادہ۔ یہ "وخت پانے" کا جو مضمون ہے یہ ایک Attitude کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ قرآن کلاس پر یہ تبصرہ نہیں آ سکتا کبھی اور ہومیو پیتھک کلاس پہ بھی نہیں آیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض تبصرہ کرنے والوں کے نزدیک اس کی اہمیت ہی کچھ خاص نہیں ہے۔ "وقت پانے" کا تصور اہمیت سے منسلک ہے اگر ایک اچھی اعلیٰ چیز کے لئے ایک انسان زور مار رہا ہے اور کوشش کر رہا ہے تو اس پر تبصرہ نگار جو اس کی اہمیت کو سمجھتا ہو "وقت پانے" کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ چونکہ اردو کلاس ہو رہی ہے اس کو ویسے کچھ نہ کچھ آتی ہے، کافی آتی ہوئی شاید، لیکن وہ سمجھتا ہے خواہ مخواہ مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ بے وجہ ہی زور مار رہے ہیں، سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں، اگلا سمجھتا نہیں، کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

بات یہ ہے کہ وقت نہیں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک ذمہ داری ہے اور وہی ذمہ داری ہے جس

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

کااس حدیث میں ذکر آیا ہے قرآن کریم کی ان آیات میں ذکر آیا ہے اور آپ کو جو لگتا ہے کہ وقت پڑا ہوا ہے وہ وقت ہے ہی نہیں۔ کیونکہ وہ شخص جس کا ایک کام سے عشق ہو وہ جب کام کرتا ہے تو اس کو لطف آ رہا ہوتا ہے دیکھنے والے وقت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض بنئے قادیان کے زمانے میں ہندوستان میں ابھی بھی بعض دفعہ چونکہ قانون کی پابندی نہیں ہے کہ کب دکانیں بند کی جائیں اب بھی بعض دفعہ وہاں دکانیں رات گیارہ گیارہ بارہ بارہ بجے تک کھلی رہتی ہیں اور اس کے بعد پھر وہ بنئے بیٹھتے ہیں اور اپنے سارے حساب کتاب، اپنے سارے کھاتے مکمل کر کے، بند کر کے، نفع نقصان کا حساب پائی پائی کا کر کے پھر وہ رات کو گھر جاتے ہیں۔ اب کوئی آدمی کہے کہ جی وقت پایا ہے بے چارے نے خالانکہ "وقت شخت" کوئی نہیں اس کی تو زندگی کا مزہ ہی یہ ہے، جس کو دولت سے عشق ہے اس کے تو مزے کے لحات ہی وہ ہیں اس کی ثواب کی دنیا ہی وہی ہے جو آخر پر بیٹھ کے حساب کر رہا ہے کہ کتنا منافع ہو گیا۔ کہاں کیا ہوا، کوئی چیز ضائع تو نہیں ہوئی۔ تو اپنی دنیا یہ بنالیں جو علم کی دنیا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فیوض کی دنیا ہے اور اس سے محبت پیدا کر لیں تو نہ مجھے وقت پڑے گا نہ آپ کو وقت پڑے گا۔ اور جو مجھے وقت پڑا ہے کچھ آپ نے بھی تو ڈالا ہوا ہے۔ سمجھتے کیوں نہیں کہ یہ کام بڑے ضروری ہیں انہیں بہر حال ہمیں کرنا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ اس ذریعے سے ہر زبان سکھانی مشکل کام ہے۔ مجھے منظور ہے لیکن اس کا متبادل کیا ہے۔ ہر زبان الگ الگ تیار کی جائے اس سے بہتر متبادل کوئی نہیں مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ایک چینل پہ اب آٹھ زبانیں ایک ہی پروگرام سے سکھاتے ہیں تو پھر آٹھ گنا وقت چاہتے ہیں اور اگر ایک گھنٹہ روز زبان سکھانے پر لگایا جائے تو جیسا کہ ہم نے سولہ زبانیں چنی ہیں ابتداء پہلے آٹھ ہونگی پھر اس کے بعد آٹھ اور داخل کر دی جائیں گی تو ان سولہ زبانوں کے لئے سولہ گھنٹوں کا پروگرام یہ چاہئے اور اگر ہم ساتھ ساتھ جاری کریں تو دو گھنٹے میں یہ سارا کام ہو جاتا ہے اور ٹیلی ویژن کا گھنٹہ بہت مہنگا ہوتا ہے۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے۔ یہ باتیں میں آپ کو پوری بتاتا نہیں مگر اللہ نے توفیق دی ہے تو کام چل رہا ہے۔ خدا کے فضل سے جرمنی کی جماعت نے بڑا حصہ لیا ہے اور بھی جماعتیں پاکستان کی جماعتیں قربانی کر رہی ہیں۔ مشرق وسطی کی جماعتیں بھی قربانی کر رہی ہیں تو اس لحاظ سے انگلستان کو بھی اللہ توفیق دے رہا ہے۔ میں نے دیکھا بعض چہروں پر تعجب تھا کہ ہم کسی شمار میں ہی نہیں ہیں۔ ہیں آپ بھی۔ آپ بھی قربانی کر رہے ہیں لیکن سب سے زیادہ جرمنی کی جماعت کو توفیق مل رہی ہے۔ تو اس لئے گزارہ تو چل رہا ہے۔ مگر اس خرچ کو آٹھ گنا کرنے کی توفیق نہیں ہے اس وقت۔ جب ایسا زمانہ آئے گا ایک ٹرانسپانڈنٹ نہیں پورے کے پورے سیٹلائٹ جماعت کے ہونگے تو ان کی ساری چینلز پہ انشاء اللہ علوم کے دریا بہیں گے مگر وہ وقت ابھی نہیں آیا، ابھی تو جو مہیا ہے اسی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا لازم ہے اور ایک شخص کہے گا کہ جی اردو تو سمجھ آ گئی لیکن انگریزی میں یا فلاں زبان میں ابھی تک پوری طرح بات سمجھ نہیں آ رہی کیونکہ اسی تصویر سے ایک انسان اپنی طرف سے اس میں مطلب بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ان کو میں بتاتا ہوں کہ صبر سے کام لیں ضرور سمجھ آ جائے گی، بار بار سننا پڑتا ہے۔ اتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ بچے کو سمجھ لیں۔ ماں باپ ایک بچے پر جب زور لگاتے ہیں تو ایک تو یہ کہ ان کو لگتا ہے کہ بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے کوئی مصیبت نہیں۔ ماں باپ کو تو مزہ اتنا آتا ہے بچے کو زبان سکھانے کا کہ اس کے توتلے منہ سے جب ایک آدھ فقرہ سنتے ہیں تو اسی پہ عش عش کر اٹھتے ہیں اور بعض مجھے سنانے کے لئے بچے نے کلمہ پڑھا ہے تو میرے پاس لے آتے ہیں ملاقات کے وقت۔ نہیں نہیں یہ تو آپ کو سنانا ہی ہے یہ اس بچے نے کلمہ سیکھ لیا ہے اور مجھے چونکہ بتاتے ہیں کہ کلمہ ہے اس لئے اعتماد ہے کہ کلمہ ہی ہو گا لیکن "تت مت" ہوتا ہے بس اور کچھ بھی نہیں ہوتا اس میں۔ تو سکھانے والا پھل دیکھتا ہے تو کچا کھٹا پھل بھی اس کو اچھا لگتا ہے۔ زبانیں اسی طرح ماں باپ سکھاتے ہیں ہم بھی جو کوشش کر رہے ہیں آپ یہ سمجھ لیں کہ پروفیشنل میں نہیں ایک غریبانہ کوشش ہے مگر فائدہ ضرور ہو گا اور ہونا شروع ہو چکا ہے۔ ہماری کلاسیں جواب تک پینتالیس ہو چکی ہیں ان میں سے کچھ ایسے تھے رشین زبان جاننے والے، عربی زبان جاننے والے، بعض دوسری زبانیں جاننے والے، افریقن زبانیں جاننے والے، ایک لفظ نہیں سمجھ آتی تھی اردو کی اب اللہ کے فضل سے لطیفے سنتے، Enjoy کرتے، کہانیاں سنتے اور سمجھتے اور باتوں کا جواب صحیح دیتے ہیں اور پینتالیس سبق ہیں صرف۔ یہ پینتالیس سبق زیادہ عرصے پر پھیلے ہوئے ہیں درست ہے۔ لیکن انہوں نے تو صرف پینتالیس ہی سنے ہیں نا۔ جب آپ ان کو سنیں گے تو پینتالیس دن میں ایک ایک گھنٹہ بھی روزانہ دیں تو آپ کو دوسری زبانیں بھی انشاء اللہ اسی طرح آنی شروع ہو جائیں گی مگر شروع میں سننا پڑتا ہے۔ ایک آدھ کلاس دیکھ کر آپ کو کبھی بھی سمجھ نہیں آ سکتی کہ کیا ہو رہا ہے اور ہمیں مشکل یہ ہے کہ ترجمے نہیں آئے ابھی تک۔ دوسری زبانوں میں ہوں تو پھر ہم اکٹھے پروگرام شروع کریں کیونکہ الف سے کام چلانا پڑے گا "ی" تک پہنچانا ہے اور ہومیو پیتھک کا فلسفہ ہی سمجھ میں نہیں آتا اور جس طرح میں نے سمجھانے کی کوشش کی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر کسی کو الف بے بھی شفا کا علم نہ آتا ہو تو وہ ہومیو پیتھک ساتھ ساتھ شروع کرے تو انشاء اللہ اس کو بہت سی صحت کی ضرورتیں جو ہیں وہ ان میں خود کفیل ہو جائے گا۔ اور جنہوں نے تجربہ کیا ہے وہ بتا رہے ہیں دنیا کے مختلف جگہوں سے خط آتے ہیں کہ ہمیں تو اتنا آرام آ گیا ہے کہ روز مرہ گھر میں بیماریاں، ڈاکٹروں کی طرف بھاگو، خرچ کرو۔ اب ہم نے سستی سی دوائیں ہومیو پیتھی کی وہ لے کر گھر میں رکھ لی ہیں اور بعض تجربے بھی بتاتے ہیں اور بعض ایسے دلچسپ تجربے ہیں کہ میرے علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے کہ آپ نے کہا تھا فلاں دوا، فلاں دوا، فلاں دوا۔ وہ پوری طرح کام نہیں کی تو ہم نے Combination بنایا۔ ہم نے سوچا اور اس سے فائدہ حاصل کر لیا۔ تو یہ بھی علم کا ایک حصہ ہے انہی علوم کا جن کا فیض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہوا ہے کیونکہ "العلم علمان علم الادیان و علم الابدان" فرمایا دو ہی تو علم ہیں یا دین کے علوم ہیں یا سائنسی علوم ہیں، یا بدنوں کے علوم جو صحت سے تعلق رکھتے ہیں ان کو خوب جاری کرو اور وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو برکتوں سے بھر دے گا۔

ساری کی ساری جماعت کا مزاج ایک ہونا چاہئے، ساری جماعت کی سوچیں ایک طرح ہونی چاہئیں، ان کے اخلاق ایک جیسے ہونے چاہئیں اور دینی بنیادی علم میں سب کو کچھ نہ کچھ حصہ ملنا چاہئے

تو یہ سارے پروگرام ہیں جیسے بھی ہیں سر دست ان کو قبول کریں شوق سے اور ان کو بہتر بنانے کی ذمہ داری اب ان جگہوں پر ہے جہاں وہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ جہاں ماہرین موجود ہیں اور ان کو ٹیمیں اس طرح بنانی چاہئیں جس طرح میں نے بیان کیا ہے صرف ایک آدھ آدمی کو کہہ کر بات نہیں بنتی۔ خود بیچ میں بیٹھ کر ٹیمیں بنوانی پڑتی ہیں اور ان کی پھر نگرانی کرنی پڑتی ہے۔

امریکہ سے بھی ابھی تک پروگرام نہیں ملے جو میں کہہ رہا تھا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ امیر صاحب بہت ہی مستعدی اور اخلاص اور بے حد انکسار سے کام کرنے والے ہیں۔ صحت کمزور ہے، جسم میں دردیں ہیں بعض، اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ لیکن جماعت میں پورا وقت دے رہے ہیں مشکل یہی ہے کہ وہ ٹیم جس کے سپرد انہوں نے کام کیا ہے وہ نہیں کر رہی اور اس کی اب ان کو نگرانی کرنی پڑے گی اگر وہ نہیں کر سکتے تو ان کو بدل دیں مگر امریکہ سے امریکن پروگرام آنے چاہئیں اور انگریزی کا جہاں تک تعلق ہے امریکن انگلش بھی ایک انگلش ہے لیکن الگ ہے کچھ۔ اس میں بھی اگر ساتھ انگریزی زبان سکھانے کے Formate پر جو ہم تصویریں پیش کر رہے ہیں ان کی طرف سے آ جائیں تو ایک بہت ہی مفید بابرکت کام ہو گا۔

سپین نے بھی انفرادی طور پر لوگ پیدا کر دئے ہیں مگر جماعتی طور پر وہاں یہ کام نہیں ہو رہا بلکہ منتظمہ بیٹھ گئی ہے بعض Tapes کے اوپر۔ سب سے زیادہ فخر سے جو چیز پیش کی ہے وہ خطبات کے ترجمے ہیں کہ اتنے ترجمے ہو چکے ہیں حالانکہ اس کا نظام جماعت سپین سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ایک مخلص آدمی جو بیمار ہے کبھی بیمار ہو جائے تو کام چھوڑ بیٹھتا ہے، کبھی صحت مند ہو تو کام شروع کر دیتا ہے اس کو باقاعدہ وظیفہ دے کر ہم نے براہ راست مقرر کیا ہوا ہے اور یہ سارا کام اسی کا ہے۔ اس کے علاوہ آنریری (رضاکار) خدمت کرنے والے بھی ہیں لیکن جس طرح میں نے کہا تھا کہ ٹیمیں منظم کی جائیں اور ان کی نگرانی کی جائے یہ نہیں ہو رہا۔

یو۔ کے۔ (U.K.) کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے سارے کارکن تو مرکز نے اپنے قبضے میں کر لئے ہیں ہم کیا کریں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہی سے ہی گذارہ کیا جائے گا۔ لیکن انگریزی زبان سکھانے کا جہاں تک تعلق ہے اور انگریزی میں ان چیزوں کے تراجم کا تعلق ہے جو مرکز میں خدمت کرنے والے یو۔ کے۔ کے ہیں ان کی طاقت سے بڑھ کر ہے یہ معاملہ۔ بہت زیادہ محنت کر رہے ہیں دن رات۔ اور یہ یو۔ کے۔ کے خدام اور لجنات کا یہ فیض ہے جو ساری دنیا کو پہنچ رہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزاء دے مگر اسی کام کے لئے یو۔ کے۔ کی جماعت کو لازماً الگ ٹیمیں بنانی ہونگی۔ اور یہ خیال کر لینا کہ جی رننگ ترجمہ ہو گیا ہے اردو کلاس کا یہ تو علم سے مذاق کرنے والی بات ہے۔

زبان سکھانے میں رننگ ترجمہ تو کبھی کام نہیں دے سکتا، ساتھ ساتھ جو ترجمہ ہو رہا ہے۔ اس کے لئے کوئی ایسی ٹیم بنائیں جو اللہ کے فضل کے ساتھ یہیں پیدا ہو کر بڑھنے والی، انگریزی زبان پر عبور رکھنے والی تلفظ کے لحاظ سے محاورے کے لحاظ سے پورا پورا ان کے اوپر اعتماد کیا جا سکتا ہو اور پھر وہ ٹیمیں بنا کے بیٹھیں۔ مرد کی آواز ہو تو مرد اس میں حصہ لے رہا ہو، عورت کی ہو تو عورت حصہ لے رہی ہو۔ تو اس کے لئے ایک دو ٹیمیں بنالیں تو سب کام آسان ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے ابھی رمضان کے فوراً بعد ہم نے یہ پروگرام شروع کر دینے ہیں اور جہاں جہاں خلاء آئے گا وہاں اس جماعت کی ذمہ داری ہو جائے گی۔ اس وقت اعلان کر دیں گے کہ یہ ہم انتظار کر رہے ہیں سپین سے بھی ٹیپ نہیں پہنچی، فلاں جگہ سے نہیں پہنچی اس لئے ہم کیا کر سکتے ہیں تو خلاء کی ذمہ داریاں اب آپ سب کے

M.A. AMINI TEXTILES
SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.
PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ

اوپر۔ لیکن اب زیادہ انتظار نہیں ہو سکتا۔ بیک وقت جتنی ٹیپیں بھی مہیا ہوں گی ان کو رمضان کے معاً بعد انشاء اللہ جاری پروگرام کی صورت میں چلا دیا جائے گا۔

اور دوسری ذمہ داری آپ لوگوں کی یہ ہے جو سن رہے ہیں کہ ہر ملک میں ان سب زبانوں کی ٹیپ ریکارڈنگ کا انتظام ہونا چاہئے اور ان سب پروگراموں کی ٹیپ ریکارڈنگ کا انتظام ہونا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض ممالک میں ڈش انٹینا کی سہولت ہی بہت تھوڑی ہے اور بڑا حصہ جماعت کا ایسا ہے جہاں ابھی تک ڈش انٹینا کے ذریعہ وہ اس عالمی وحدت کی لڑی میں پروئے نہیں جا سکے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہاں ویڈیوز کے ذریعہ پھر آگے ان تک یہ فیض پہنچائے جائیں اور ویڈیو کے ذریعے جو معمولی ضرورتیں ہیں وہ تو اللہ کے فضل سے اس زمانے میں ہر جماعت کی توفیق کے اندر ہیں وہ مہیا کریں اور زائد خرچ ہم ادا کریں گے انشاء اللہ۔

(MTA کے) پروگرام ایسے نہیں ہیں جن کو آپ خفیف نظر سے دیکھیں۔ یہ ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے آسمان سے فیض اترا ہے اور اسے ہمیں ہر حالت میں کامیاب بنانا ہو گا

تو ان چیزوں کو ریکارڈ کریں اور پوری لائبریری اس کی بنائیں پھر تنظیم کے ساتھ ترتیب اور سلیقے کے ساتھ ان کا فیض ان سب جماعتوں تک پہنچانے کی کوشش کریں جہاں ڈش کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہاں بھی جہاں ڈش کے ذریعے پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات لوگ باقاعدگی کے ساتھ پروگرام نہیں دیکھ رہے ہوتے اور بعض ڈش کے انتظام ایسے ہیں آج ایک پارٹی نے آ کے دیکھا ہے کل ایک اور پارٹی آئے گی اور وہ دیکھ رہی ہوگی۔ تو جو جاری تربیت کے پروگرام ہیں ان میں قرآن کریم کی کلاس ہے اس میں جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے کوشش کر رہا ہوں کہ ترجمہ ایسا کیا جائے جو ساتھ ساتھ سمجھ آ رہا ہو یعنی ترجمہ تو لکھا ہوا بھی ہوتا ہے لوگ پڑھ جاتے ہیں لیکن کلاس میں جب آپ دیکھیں گے تو اکثر کھڑے ہو کر جہاں میں نے پوچھا ہے کہ ترجمہ سن لیا؟ ہاں جی اب سن لیا۔ کیا مطلب ہے؟ مطلب نہیں آتا تو اس ترجمے کا کیا فائدہ جس کا مطلب نہیں آتا۔ وہ تفسیر نہیں ہے بلکہ ترجمہ سمجھانا بھی ضروری ہے اور قرآن کریم میں تو بکثرت ایسے مقامات ہیں جہاں ترجمے کو ٹھہر کر اس کی گہرائی میں جا کر سمجھانا لازم ہے ورنہ ایک غلط تصور پیدا ہو سکتا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے تو پھر اس اعتراض کا جواب نہیں آئے گا۔ پس اس طرح کوشش کر کے جو میں ترجمہ سمجھا رہا ہوں اس کا بھی ترجمہ ضروری ہے۔ پہلے خیال تھا کہ عربوں کے لئے قرآن کریم کے ترجمے کی کیا ضرورت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عربوں کا ایک بڑا حصہ ہے جن کو قرآن کریم کا صحیح ترجمہ نہیں آتا۔ دارجہ زبان ہے جو فصحہ کلام ہے اس سے ان کو اکثر کو واقفیت نہیں۔ اور قرآن کے ترجمے میں صرف ترجمے کی بات نہیں، ترجمہ سمجھانے کا موقع بھی ہے۔ بہت سے ایسے تاریخی واقعات ہیں مثلاً وہ "فادارئتم فیھا" والی آیت جس میں قتل ہوا اور تم لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا اب وہاں خالی ترجمہ پیش کر دیں تو کسی کے پلے کیا پڑے گا۔ سمجھانا پڑتا ہے کہ یہ واقعہ تھا یہ ترجمہ ہے فلاں ترجمہ غلط ہے یہ درست ہے اور اس مضمون کو سمجھو۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق مل رہی ہے جماعت کو کہ قرآن کریم کا ترجمہ آسان انداز میں دنیا میں جاری کرے اس کا آگے استفادہ تبھی جماعتیں کر سکتی ہیں اگر ان زبانوں میں یہ ترجمے پیش کئے جائیں تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ اب یہ سارا خلاصہ تو میں پیش نہیں کر سکتا صرف اتنا عرض کروں گا کہ جرمنی میں اگر اچھا کام ہوا ہے تو صرف ٹرکش مبلغ کے سپرد وہ کام کیا گیا تھا انہوں نے اپنے حصے کا کام اللہ کے فضل سے خطبات میں بہت محنت کی ہے اور بھی کام ان کے سپرد ہم کر رہے ہیں مگر اس طرح بات نہیں بنے گی۔

ہر جماعت کے امیر کو مجلس عاملہ کا اجلاس بلانا چاہئے اس خطبے کی روشنی میں جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان کا جائزہ لینا چاہئے اور ایک ایک مضمون کی ایک ٹیم اب کافی نہیں رہی اب وقت سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ ایک ایک کام میں زیادہ ٹیمیں بنائیں آپ۔ اب بنگلہ دیش کی بات پہ میں مثال دیتا ہوں۔ اب وہ ان سب کاموں پر اگر وہ ایک ایک ٹیم بنا کر تسلی کر لیں تو وقت سے ہمیشہ پیچھے رہیں گے۔ اب بعض مربی ہیں ان کے سپرد یہ کام کریں ایک کے سپرد دو یا تین ٹیمیں ہوں اور بیک وقت وہ تینوں ٹیمیں اس مربی کی نگرانی میں کام کریں۔ تو اس طرح کام تین گنا رفتار سے بڑھے گا تو پھر بمشکل اس مقام کو پہنچیں گے جہاں ہم آگے نکل چکے ہیں اس وقت۔ اب پینتالیس سبق کسی میں ساٹھ سبق کسی میں اس سے بھی زیادہ۔ اب ان کو پکڑنا ہے آپ نے اور ساتھ ساتھ تازہ تازہ کا بھی ترجمہ کرنا ہے۔ تو بہت مشکل کام ہے اس پہلو سے کہ جو آپ نے پہلا وقت ضائع کیا اس کا ازالہ بھی اب آپ نے کرنا ہے۔ تو دعائیں کریں اور توکل کریں یہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ کام ایسا ہے جو ہماری توفیق کے اندر ہے۔ دعا، توکل اور اس کے درمیان عزم کو رکھ لیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے "فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم عزم کر لو تو تم نے چھوڑنا نہیں ہے اور یہ نہ کہو کہ جی مشکلیں رستے میں تھیں، کئی دفعہ تبلیغ کے رستے میں بعض لوگ کہتے ہیں جب ہم پیچھے پڑتے ہیں شروع شروع میں بڑا خوش ہو کے الحمدللہ بڑی کامیابی ہوئی۔ پھر بڑا سخت Panic خط آ جاتا ہے، اور ڈرانے والا اپنی طرف سے کہ یہاں تو مخالفت بڑی شروع ہو گئی ہے۔ سعودی عرب نے یہ کر دیا، فلاں ملک نے یہ کر دیا، لٹریچر ہو گیا۔ میں ان کو کہتا ہوں آپ کس دنیا میں بس رہے تھے اس سے پہلے۔ کیا آپ نے کبھی قرآن نہیں پڑھا آدم کے آغاز کے وقت ہی شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہا تھا کہ تو نے چھٹی مانگی ہے میں تمہیں چھٹی دیتا ہوں قیامت تک چھٹی ہے بلکہ ایسی چھٹی ہے کہ جو تم نے نہیں مانگا وہ بھی میں بتا رہا ہوں۔ اپنے پیادے بھی چڑھا لاؤ، اپنے سوار بھی لے آؤ، جو کچھ تم میں ہے ظاہری اندرونی سارے ہتھیار استعمال کر لو لیکن ایک بات میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میرے بندوں پر تو غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ "ان عبادی لیس لک علیھم سلطان" جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے غلبہ نہیں مل سکتا۔ تو مجھ سے کیا جواب پوچھتے ہیں قرآن تو پہلے ہی دے چکا ہے۔ مخالفت لازماً ہونی ہے۔ آپ ان رستوں پر چلے ہیں جہاں مخالفتوں کی ہمارے مالک نے اجازت دی ہے بلکہ دعوتیں دی ہیں کہ آ جاؤ، چڑھا لاؤ اپنے پیادے، اپنے سوار لے آؤ، اپنی ساری طاقتیں استعمال کر لو لیکن تم ضرور نامراد ہو گے میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا۔

اللہ کے بندے بنیں پھر کون ساڈر ہے۔ لازماً فتح آپ کے مقدر میں ہے۔ آپ کے قدم چومے گی۔ خدا نے آپ کے ہاتھ میں فتح کی کلید تھما دی ہے۔ پس اس یقین کے ساتھ جو عزم ہے اس کے ساتھ یقین ضروری ہے اور یہ توکل ہے جو لفظ یہ ہمیں سمجھا رہا ہے کہ تم نے عزم کیا کیسے تم توقع رکھتے ہو کہ خدا تمہارے عزم کے بدلے میں اپنی نصرت کے وعدے نہیں عطا کرے گا۔ وہ دوسرا حصہ توکل کا ہے۔

پس ان سب کاموں میں عزم کر لیں، فیصلہ کر لیں کہ اپنی تمام صلاحیتیں اس راہ میں جھونک دیں گے۔ قدم نہیں ڈگمگانے دیں گے۔ جس قدر طاقت ہے لازماً آگے بڑھتے جائیں گے پھر توکل کریں کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ آپ کے عزم کی تائید فرمائے گا اور لازماً آپ کو غلبہ عطا ہو گا۔ اللہ کرے کہ کل کی بجائے یہ آج عطا ہو۔ مگر جو سلسلہ جاری ہے اس نے تو انشاء اللہ دن بدن آگے بڑھتے ہی چلے جانا ہے۔ اس رمضان مبارک میں جو یہ میں نے تحریک کی ہے ان سب کی مدد جو ان کاموں میں ملوث تھے یا نئے ارادے لے کر بیچ میں شامل ہوں گے اپنی دعاؤں سے کریں۔ بقیہ اب تھوڑے دن رہ گئے ہیں اللہ کرے کہ ہمیں مقبول دعائیں کرنے کی توفیق عطا ہو۔

جو نفرت کو مٹانے اور بسانے دل میں پیار آیا
وہ مہدی جو ہماری عافیت کا تھا حصار آیا
وہ گیتا کا کرشنا وہ مسیح و مہدی دوراں
زمانے کو تھا اک مدت سے جس کا انتظار آیا
زمیں سے جا چکی تھی دولت ایماں ثریا پر
وہ مرد فارسی لے کر پھر اس کو ایک بار آیا
زمین و آسماں نے دی گواہی جس کی آمد پر
غلام احمد مرسل امام کامگار آیا
وہ روحانی خزائن دے گیا امیدواروں کو
نوشتوں میں خبر تھی جس کی وہ عالی وقار آیا
خدا ہر عہد کے فرعون کو نابود کرتا ہے
کتاب اللہ میں بھی ذکر اس کا بار بار آیا
یہ دور اس مہدی برحق کے چوتھے جانشیں کا ہے
ظفر جو دین کو غلبہ سے کرنے ہمکنار آیا

(مبارک احمد ظفر)

SCL

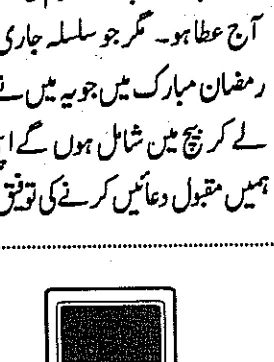

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۱۴)

بعض دواؤں کا ایک خاص مزاج ضرور یاد رکھنا چاہئے کیونکہ ہنگامی ضرورت کے وقت جس طرح آپ کو ٹیکے کام دیتے ہیں اسی طرح وہ دوائیں اللہ کے فضل سے فوراً اثر دکھاتی ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۹ مئی ۱۹۹۴ء کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

لندن: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۹ مئی کو ملاقات پروگرام میں مختلف ہومیو ادویہ کے خواص کا ذکر فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض دواؤں کا ایک خاص مزاج ضرور یاد رکھنا چاہئے کیونکہ ہنگامی ضرورت کے وقت جس طرح آپ کو ٹیکے کام دیتے ہیں اسی طرح وہ دوائیں اللہ کے فضل سے فوراً اثر دکھاتی ہیں اور ان کی عام ضرورت رہتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اصل علاج ہے مرض کے مزاج کو اور دوائیوں کے مزاج کو سمجھنا اور جہاں اٹکے ہیں وہاں گہرے غور کے بعد کوئی تدبیر سوچیں کہ آخر یہ دوا کیوں کام نہیں کر رہی پھر آپ کو دوسری چیز ملے گی۔ فرمایا کہ میرے پاس اکثر مریض ایسے آتے ہیں جو دوسرے ڈاکٹروں سے علاج کروا کے تھک چکے ہوتے ہیں۔ میں ان کو کبھی روٹین کی دوا نہیں دیتا اور کوشش کرتا ہوں کہ کوئی اجنبی چیز ملے جس طرف پہلے ڈاکٹروں کا خیال نہ گیا ہو اور اس کوشش میں بسا اوقات اللہ کے فضل سے بعد میں بڑی کامیابی ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مریض کی ہسٹری بھی لینی چاہئے کس قسم کا مریض ہے۔ پہلے کون سا علاج کروا بیٹھا ہے اور روٹین میں اس کو کون سی دوائیں دی گئی ہونگی، فرمایا کہ "دی گئی ہونگی" میں نے اس لئے کہا ہے کہ عموماً ہومیو پیتھ ڈاکٹر مریض کو کوئی دوائی کا نام لکھ کر نہیں دیتے کیونکہ ان کو ڈر ہوتا ہے کہ جو دو پیسے کی دوا ہے یہ خود لے کر کھانا شروع کر دے گا جبکہ میں اس سے ایک پڑیا کے پانچ یا دس روپے وصول کرتا ہوں تو ان کی حرص اس میں مانع رہتی ہے۔ اس لئے اندازہ لگانا پڑتا ہے کہ کون سی دوائیں استعمال کی ہونگی۔ اجنبی دواؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے ازراہ مثال Lapis Album کا ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ بعض خواتین میں (حیض) Menses کی تکلیف بہت دیر تک رہتی ہے۔ یہ نارمل menses نہیں ہیں بلکہ رحم میں گٹھلیاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے اور Menses آگے پیچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسے مریضوں میں ۱۵/۲۰ دوائیں بڑی ہیں جو کام آتی ہیں۔ لیکن بعض مریضوں میں ان دواؤں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ Lapis کی اپنی صفات ہیں۔ ایک مریضہ کو میں نے Lapis دی تو ان کی طرف سے اطلاع ملی کہ گزشتہ تین دفعہ بالکل ٹھیک رہی ہیں اور یوں جیسے کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ ہو۔ فرمایا یہ دوا صرف رحم کی گٹھلیوں کی ہی نہیں بلکہ ویسے ہی گٹھلیوں کی دوا ہے۔ اس میں ایک مزاج ایسا ہے کہ اگر ایسی مریضہ یا مریض ذرا کھانے میں بے احتیاطی کرے تو موٹاپا فوراً چڑھنا شروع ہو گا۔ لیکن جب آپ اس کو رحم کی علامتوں کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو پھر زیادہ کام آئے گی۔ اگر ایک سوکھی ہوئی مریضہ ہو اور یہی علامتیں ہوں تو میرے علم میں نہیں کہ Lapis نے کبھی کام کیا ہو۔ مگر ہو سکتا ہے بہت تھوڑا تجربہ ہوا ہو۔ میں نے ذہنی طور پر جو اس کو ملایا ہوا ہے ایسی مریضاؤں کی طرف ملا کر رکھا ہوا ہے جو موٹاپے کی طرف رجحان رکھتی ہوں اگرچہ زیادہ کھانا نہ کھائیں۔ اور ان کے رحم میں اگر گٹھلیاں ہیں اور خون کا زیادہ جریان ہو تو lapis بہت اچھا کام کرنے والی دوا ہے۔

حضور انور نے گزشتہ اسباق میں پڑھائی جانے والی ادویہ سمی سی فیوگا، ایبرا گریسا اور سارسپریلا کے مختلف خواص کو دہرایا اور ان کے باہمی فرق کو واضح کیا اور فرمایا کہ اب آپ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہومیو تجربے کریں۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے اپنے بچوں پر اور خود اپنے اوپر اس کے تجربے شروع کئے اور اس کے بڑے فائدے ہوئے۔ آپ نے بتایا کہ مجھے شدید سر درد ہوتی تھی اور کسی طرح قابو میں نہیں آتی تھی اور ہفتے میں ایک دو دورے تو لازماً پڑتے تھے۔ متلی اور سر اٹھایا ہی نہیں جاتا تھا۔ اور اب ہوتی ہی نہیں۔ کبھی ہلکا سا سایہ آئے سر درد کا تو ایک خوراک جیلسیمیم ۲۰۰ کی لے لوں تو اللہ کے فضل سے فوراً ختم اور پہلے جو سر درد تھی اس میں انگلی بھی ہلاؤں تو سر میں دھمک پڑتی تھی۔ خود آزما کر جو میں نے ہومیو پیتھک سیکھی ہے۔ ایسی کتابوں میں مل ہی نہیں سکتی تھی۔ اندازے لگا لگا کر ادویہ کھاتا تھا تو کام آ جاتی تھیں۔ پھر ویسے مریض سامنے آتے تھے تو ضرور یاد آتی تھیں۔ کیونکہ جو چیز ایک دفعہ تجربے میں آ جائے وہ یادداشت پر اس طرح رقم ہو جاتی ہے کہ ویسا مریض آتے ہی اس کا دماغ میں خیال آتا ہے۔ تو اپنی ذات پر تجربے زیادہ کریں۔

فرمایا کہ جیلسیمیم مجھے جو کام آتی ہے وہ اس طرح کہ مثلاً کھانے کے اوقات بدل گئے، سونے کے اوقات بدل گئے یا کم سونے کا موقع ملا ہے اور روٹین کے جتنے گھنٹے ہوں اس میں آدھا گھنٹہ بھی کم ہو جائے تو سر درد شروع ہوتی ہے اکثر ایسی دردوں کا جیلسیمیم سے تعلق ہے اور اس کے برعکس بھی درست ہے۔ آدمی زیادہ سو جائے تب بھی سر میں درد رہ جاتی ہے۔ ایسے سر درد جس کا اعصابی بے چینی سے تعلق ہو اعصاب حساس ہوں اور اوقات وغیرہ کی تبدیلی اعصاب پر اثر انداز ہو اس کے لئے جیلسیمیم بہترین دوا ہے اور ایسی عورتوں کے لئے بھی جن کے سر کے پیچھے زیادہ تناؤ ہو لیکن آنکھوں کی درد اور سر کے سامنے کی دوا یہ بھی ہے اور ایک ٹھہری ہوئی درد کا احساس بھی خاص علامت ہے۔ عام طور پر سر درد کے مریض کو سونے سے آرام ملتا ہے اور طبیعت اچھی ہو جاتی ہے۔ جیلسیمیم کے مریض کو اول تو نیند نہیں آتی تھوڑی سے آنکھ لگتی ہے اور پھر کھل جاتی ہے اور بے چینی رہتی ہے۔ آرسینک والی بے چینی نہیں۔ یہ نہیں لگتا کہ میں دیر سے جاگا ہوا ہوں بلکہ نیند کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ جیلسیمیم کی خاص علامت ہے۔ تھوڑی دیر سونے کے بعد اٹھے گا تو سر درد پہلے سے زیادہ ہو گا۔ یہ جب کام کرتی ہے تو ظاہری علامت یہ ہے کہ بہت کھلا پانی کی طرح کا پیشاب آتا ہے اور گردے پانی کا دباؤ جسم میں کم کر دیتے ہیں اور اس میں کوئی رنگ نہیں ہوتا اور عام طور پر ہومیو پیتھک کی کتابوں میں جیلسیمیم کی علامتوں میں یہ لکھا ہوا ہے۔ اس لئے سادہ لوح ہومیو پیتھ جب تک پیشاب کھلا اور بے رنگ نہ ہو جیلسیمیم نہیں دیتے حالانکہ میرا تجربہ برعکس ہے۔ جیلسیمیم میں پیشاب میں عموماً زردی پائی جاتی ہے اور اگر اس سے شفا ہو تو تب وہ پیشاب آتا ہے جس کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔ اور جب سر درد دور ہو رہی ہو گی تو پیشاب نسبتاً جلد آئے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ایبرا گریسا کے متعلق ایک بات پہلے یہ بتائی تھی کہ اس کے اکثر مرض ایک سائیڈ پر رہتے ہیں۔ ایک سائیڈ والی دوائیں بہت سی ہیں لیکن نمایاں طور پر دائیں طرف مرض ہوں تو تین بڑی دوائیں ہیں جن کے نام آپ کے ذہن میں آنے چاہئیں۔ Lycopodium, Balladonna, Bryonia اس کے علاوہ کاسٹیکم بھی بعض صورتوں میں دائیں طرف سے زیادہ تعلق رکھتی ہے۔ خصوصاً چہرے کے فالج (لقوہ) میں دائیں طرف کا فالج کاسٹیکم سے بہت جلدی متاثر ہوتا ہے۔ اور صرف چہرے کے فالج کا نہیں جزوی فالج جہاں جہاں بھی ہو اس کے ساتھ کاسٹیکم کا تعلق ہے الا ماشاء اللہ سب یہ سمجھتے ہیں کہ فوری خشک سردی اور فالج یعنی اچانک آنے والی بیماری کا کاسٹیکم سے تعلق ہے حالانکہ یہ اس کا استثنائی امر ہے۔ ورنہ کاسٹیکم بہت گہری اور آہستہ آہستہ ظاہر ہونے والی بیماریوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا سنٹرل نروس سسٹم سے بھی تعلق ہے۔

کاسٹیکم Causticum کے متعلق دوسری بات یہ ملتی ہے کہ یہ Calc. Fluor کی طرح ہے یعنی یہ عضلات کا پیچ کس ہے۔ عضلات ڈھیلے ہوں یہ دونوں دوائیں دو، تو عضلات کسے جاتے ہیں۔ لیکن عضلات کے ڈھیلے پن کی بہت سی وجوہات ہیں۔ اور مریض کے مزاج کو سمجھے بغیر یہ کوئی بھی فائدہ نہیں دیتیں۔ اگر علامتیں کاسٹیکم سے ملیں تو اونچی طاقت میں (مثلاً ۱۰۰۰ میں) بہت اچھا کام کرتی ہے۔ اور ایک دو ہفتہ میں ہی اللہ کے فضل سے مریضہ کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

AMMONIUM CARB

ایمونیم کارب کا اثر سانپ کے زہر سے بہت ملتا ہے۔ اس لئے سندھ میں بعض ہومیو پیتھ ایمونیم کارب سانپ کے کاٹے کے تریاق کے طور پر بڑی کامیابی سے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس میں کالے خون کا بہہ پڑنا ظاہر کرتا ہے کہ Mucus Membranes (اندرونی جھلیاں) بریک ڈاؤن ہو گئی ہیں اور خون روکنے کے لئے خدا تعالیٰ نے جو نظام رکھا ہے اگر وہ جواب دے جائے تو یاد رکھیں کہ بعض دواؤں میں سرخ خون کو روکنے کے قابل نہیں رہتی، بعض میں سیاہ خون کو روکنے کے قابل نہیں رہتی۔ عموماً سرخ خون اتنا خطرناک نہیں ہے کیونکہ اکثر وہ دوائیں جو مرض کے آغاز میں استعمال ہوتی ہیں ان میں سرخ خون کے جریان کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن اگر سیاہ خون جاری ہو اور جسم کے اندر سیاہ خون جاری کرنا گہری کمزوری کی حد میں ہو تو ایسا مریض عموماً شفا سے باہر نکل رہا ہوتا ہے۔ جب تک اس کی Macus Membranes کو آپ نہ سنبھالیں اور سیاہ خون کے جریان کا رجحان ختم نہ ہو اس وقت تک باقی دوائیں بے کار ہیں۔ تو ایمونیم کارب ان دواؤں میں ایک چوٹی کی دوا ہے۔

اگرچہ آپ کو اور بھی دواؤں میں سیاہ خون کا ذکر ملتا ہے لیکن ان میں اور اس دوا میں بڑا نمایاں فرق ہے جو میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ بعض لوگوں میں Piles کی تکلیف ہوتی ہے۔ Portal System کی خرابی کی وجہ سے اگر سیاہ رنگ کا خون نکلے تو اس کی دوائیں اور ہیں مثلاً سلفر ہے، Hamamelis ہے لیکن اگر انتڑیاں بریک ڈاؤن کر جائیں، اگر گردے بریک ڈاؤن کر جائیں میوکس ممبرین جہاں جہاں ہے ان سے سیاہ رنگ کا خون جو شکل سے بھی زہریلا سا دکھائی دیتا ہے وہ نظر آئے تو ایسے وقت میں ایمونیم کارب آپکو یاد رکھنی چاہئے۔ اس میں کالا خون بہتا ہے، جمتا نہیں۔ اور آرنیکا میں سیاہ خون ہوتا ہے مگر وہ جمتا ہے۔ آرنیکا خون جمانے والی دوا ہے۔ دل اور دماغ میں Clot بن جائے تو آرنیکا بہترین دوائی ہے۔ دماغ میں Clot کی صورت میں اگر Opium میں ملا کر دی جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اوپیم میں بھی جما ہوا سیاہ خون پایا جاتا ہے۔ لیکن دل کے حملے کے وقت میرا تجربہ ہے کہ آرنیکا کے ساتھ آرسینک بہت اچھا اثر دکھاتا ہے۔ آرسینک Cardio—Vascular بیماریوں میں بڑی چوٹی کی دوائی ہے۔ ایمونیم کارب میں کہتے ہیں کہ Oraphisis سے خون بہتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ جگہ جہاں جلد اور میوکس ممبرین کا جوڑ ہے جیسے ناخن کا جسم کے ساتھ، ہونٹوں

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties

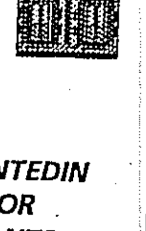

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT - VEGETABLE & CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

کچھ یاد ماضی، کچھ گذارشات

(جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے رشحات قلم)

[ذیل کا مضمون احمدیہ گزٹ کینیڈا کے شکریہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں جو ان کے دسمبر ۱۹۹۴ء کے شمارے میں شائع ہوا۔]

ہم مکرم کرنل (ریٹائرڈ) انور احمد صاحب کے ممنون ہیں جنہوں نے ہمیں احمدیت کے بطل پروفیسر عبدالسلام کا یہ قیمتی مضمون بھجوایا ہے جو گورنمنٹ کالج لاہور کے مجلّہ "راوی" کی ایک سو پچیسویں سالگرہ کی خاص اشاعت میں چھپا تھا۔ مضمون کی اہمیت و افادیت کا ثبوت خود یہ مضمون ہے۔

یہ پاکستان کا وہ مایہ ناز سپوت ہے جس نے سائنس کے افق پر پرواز کی اور نوبل پرائز حاصل کر کے اپنے وطن کا نام روشن کیا۔ نہ صرف نوبل پرائز حاصل کیا بلکہ اور کئی عالمی شہرت کے حامل تمغہ جات، ڈگریاں اور انعامات اس کے سینے کی زینت ہیں۔ جس نے اپنے وطن پاکستان اور عالم اسلام کے لاتعداد نوجوان سائنس دانوں کو اپنی تجربہ گاہوں میں بلا کر کائنات کے رازوں سے آشنا کیا۔ جس نے اپنی پوری کوشش کی کہ غریب اور پسماندہ ملکوں کے نوجوان آئیں اور اٹلی کی درسگاہ اور تجربہ گاہ میں آکر وہ کچھ سیکھ لیں جو ان کے وطن انہیں نہیں دے سکتے۔ اور جس کا وہ سربراہ ہے۔

قارئین کرام اس مضمون کو پڑھ کر شدت سے محسوس کریں گے کہ یہ "جھنگ کا ملنگ" کس بے ساختگی سے کیسی سادگی سے اور طبیعات کی مملکت کا شاہزادہ ہونے کے باوجود اپنی علمیت، اپنی کامیابیوں، اپنے انعامات، اپنی ڈگریوں کا کہیں ذکر نہیں کرتا۔ امریکہ نے، انگلستان نے، ہندوستان نے، پاکستان نے، بنگلہ دیش نے اور خدا جانے کس کس ملک نے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں دیں مگر کہیں ڈینگ نہیں ماری۔ حب وطن کا جذبہ کس طرح عبدالسلام کے دل میں ابل رہا ہے اور ابناء وطن کی بے حسی پر اپنے آنسوؤں کو کس طرح درد کے الفاظ میں ڈھالا ہے۔

احمدیت کا یہ نامور فرزند آج صاحب فراش ہے۔ ہم اپنے قارئین سے ان کی صحت و عافیت اور درازی عمر کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تندرستی دے اور وہ کام کرنے کی توفیق بخشے جس سے ان کا نام بھی مزید روشن ہو اور وطن کا بھی بول بالا ہو اور احمدیت کی صداقت کی دلیل ہوں۔

مجھے ظہور احمد سے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ کالج لاہور اپنی سوا سو سالہ زندگی کے موڑ پر ایک جشن منا رہا ہے اور اس پرمسرت موقعہ پر "راوی" اپنا خصوصی شمارہ شائع کر رہا ہے۔ دوسرے اولڈ راوین کی طرح کچھ تو یاد رفتہ کے طور پر اور کچھ گذارشات موجودہ مسائل کے ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یاد ماضی کی باتیں زیادہ تر چالیس، پچاس سال پرانی ہیں۔ وطن عزیز کا حال اچھا نہیں ہے جو ہماری ہی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے۔ یہ حال بہتر کیا جاسکتا ہے اور زیادہ تر گزارشات کچھ اسی سلسلہ میں ہیں۔

میرا آبائی گھر "جھنگ" میں ہے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں آنے سے پہلے میں جھنگ کالج کا طالب علم تھا۔ ۱۹۳۸ء میں ۱۲ سال کی عمر میں جھنگ کالج کا طالب علم بنا۔ اس زمانہ میں یہ کالج ایک انٹرمیڈیٹ کالج تھا۔ تعلیمی کیریئر کی بنیاد اس کالج میں پڑی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری بعد کی حقیر کامیابیاں جھنگ کالج اور گورنمنٹ کالج لاہور کی تعلیم اور ان کالجوں کے استادوں کی شفقتوں کی مرہون منت ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں میں نے گورنمنٹ کالج لاہور میں انٹر گریجوایٹ کی حیثیت سے داخلہ لیا۔ چار سال تک گورنمنٹ کالج کا طالب علم رہا اور ۱۹۴۶ء میں ریاضی میں ایم۔ اے۔ کی ڈگری لینے کے بعد کالج کو الوداع کہا۔

اس چار سال کے عرصہ کی باتیں بھلائی نہیں جا سکتیں اور اب بھی یاد ہیں وہ اس کے استادوں، دوستوں اور ساتھیوں کی ہیں جو کہ مسلمان بھی تھے، ہندو بھی اور سکھ بھی۔ بہترین تعلیم کا معیار بھی ابھی تک یاد ہے۔ انگریزی اے کے استاد پروفیسر ایش کمار تھے۔ وہ اب ۸۰ سال کے ہیں، زندہ ہیں اور ہندوستان میں چندی گڑھ میں رہتے ہیں۔ پروفیسر کمار موقع موقع پر اقبال کے شعر سنایا کرتے تھے۔ اس شعر کا ورد کچھ زیادہ ہی کرتے تھے۔

طلبے نہایت آں کہ نہایتے نہ دارد
بہ نگاہ نا شکیبے بہ دل امیدوارے

یہ شعر بھی بہت سناتے تھے۔

زشرر ستارہ جویم زستارہ آفتابے
سر منزلے ندارم کہ بمیرم از قرارے

۱۹۸۱ء میں گورونانک یونیورسٹی میں جب ان سے ملا اور پوچھا کہ اقبال کا کیا حال ہے تو کہنے لگے اب میں غالب پر آگیا ہوں۔ وہ غالب کو دنیا کا سب سے بڑا شاعر مانتے ہیں۔ انہوں نے انگریزی میں غالب پر ایک مستند کتاب بھی لکھی ہے۔

انگریزی کے ایک اور استاد پروفیسر عبداللطیف جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ آنرز میں انگریزی پروفیسر سراج الدین پڑھایا کرتے تھے جو بعد میں پرنسپل بھی بنے۔ ریاضی ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ چاولہ پڑھاتے۔ وہ اب شاید "کنساس یونیورسٹی، امریکہ" سے وابستہ ہیں۔ مرحوم پروفیسر عبدالحمید بھی ریاضی کے استاد تھے اور کئی دوسرے بھی۔

گورنمنٹ کالج کے قیام کے دوران مجھے کئی طرح سے خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ مثلاً مجھے ۱۹۴۵ء میں کالج یونین کا صدر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ میں نیو ہاسٹل کمیٹی کا صدر تھا۔ ایک خوش قسمتی یہ بھی تھی کہ میں راوی کے اردو اور انگریزی دونوں حصوں کا ایڈیٹر بھی تھا۔ اس طرح کالج میں قیام کے دوران بھرپور زندگی گزاری۔ ایک بات کا ضرور افسوس ہوتا ہے کہ میں پروفیسر صوفی تبسم کی کلاس سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ وہ فارسی پڑھاتے تھے اور اس زمانہ میں Extra Lectures کو Attend کرنے کی روایت نہ تھی اور میں نے فارسی بطور مضمون نہیں رکھا تھا۔

گورنمنٹ کالج کو (کیمبرج کی طرح) یہ روایت قائم کرنی چاہئے کہ چاہے کوئی ایک مضمون نہ بھی لیا ہو اور اس میں امتحان میں نہ بیٹھ رہا ہو تب بھی اسے اپنے پسندیدہ پروفیسر کے لیکچر میں بیٹھنے کی اجازت ہونی چاہئے۔

گورنمنٹ کالج لاہور میں طالب علمی کے بعد ۱۹۵۱ء میں دوبارہ وابستگی ایک استاد کی حیثیت سے بھی رہی اور ۱۹۵۴ء تک میں ریاضی پڑھاتا رہا۔ مگر یہ وابستگی دیرپا نہ تھی۔ مجھے پاکستان اور کالج دونوں ہی چھوڑنا پڑے۔ فزکس میں اعلیٰ تحقیق کی نہ تو کالج میں کوئی فضا تھی اور نہ ملک میں۔ راستے دو ہی تھے اور ان میں سے مجھے ایک کو چھوڑنا تھا۔ ایک یہ تھا کہ لاہور میں پڑھاتا رہوں اور اعلیٰ سائنسی تحقیق کو خیرباد کہہ دوں۔ یا پھر کیمبرج واپس چلا جاؤں اور تحقیقی کام کو جاری رکھوں۔ اس صورت میں کالج، لاہور اور پاکستان کو چھوڑنا لازمی تھا۔ بادل نخواستہ دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور یوں کالج سے رشتہ ٹوٹ گیا لیکن اب میں پھر واپس اپنے تعلیمی زمانہ کی طرف آتا ہوں۔

میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے۔ کرنے کے بعد ۱۹۴۶ء میں کیمبرج پہنچا۔ کیمبرج کے کلاس روم میں طالب علم اس انداز میں بیٹھتے ہیں جس طرح نماز سے پہلے نمازی مسجد میں آکر بیٹھتے ہیں۔ لیکچرار کے آنے سے پیشتر ایک سناٹا ہوتا ہے۔ لیکچر کے درمیان میں انگریز طالب علم چار چار قسم کی سیاہیوں والا قلم اور صحیح لکیریں ڈالنے کے لئے رولر استعمال کر رہا ہوگا۔ اس کی نوٹ لینے والی کاپیاں ایسی احتیاط سے لکھی ہوں گی جیسے پروفیشنل خوش نویس لکھ رہا ہو۔ میرے ساتھ والے طالب علم براہ راست اسکولوں سے آئے تھے، عمر میں مجھ سے کم تھے لیکن ان کی خود اعتمادیوں اور امنگوں کا وہ عالم تھا جسے تحصیل کرنے کے لئے مجھے کم از کم دو سال درکار ہوئے۔ وہ ایسے ماحول سے آئے تھے جس میں ان اسکولوں کا ہر استاد اچھے پڑھنے والے بچوں کو یہ سمجھا کر کیمبرج روانہ کرتا ہے کہ عزیز تم اس قوم کے فرزند ہو جس میں نیوٹن پیدا ہوا تھا۔ سائنس اور ریاضی کا علم تمہاری میراث ہے اگر تم چاہو تو تم بھی نیوٹن بن سکتے ہو۔

کیمبرج میں ڈسپلن کا انداز بھی میرے لئے نیا تھا۔ کیمبرج میں بی۔ اے۔ کا امتحان آپ زندگی میں صرف ایک بار دے سکتے ہیں۔ آپ خدانخواستہ فیل ہو جائیں تو پھر دوسری بار امتحان دینا ممکن نہیں۔ ہاسٹل کے ڈسپلن کا یہ عالم تھا کہ دس بجے رات تک آپ بلا اجازت کالج سے باہر رہ سکتے ہیں۔ دس سے بارہ بجے تک ایک پنی جرمانہ۔ لیکن اگر بارہ بجے کے بعد آئے تو سات دن کی Gating ہوگی اور اگر سال کے دوران تین بار ایسا ہوا تو آپ کو کیمبرج سے نکال دیا جائے گا۔ کیمبرج میں ہر طالب علم Adult تصور کیا جاتا ہے اپنے سب کاموں میں مکمل ذمہ دار گنا جاتا ہے۔ اس سے بے جا تعرض نہیں ہوتا لیکن اس کے ساتھ سزائیں بھی وحشیانہ تھیں، جنہیں وہ طالب علم مردانہ وار قبول کرتے تھے۔ کیمبرج میں یہ سختیاں ۱۹۶۸ء کے بعد سے ہٹ گئیں۔ کیمبرج کا طالب علم ہاتھ سے کام کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے دن جب میں سینٹ جان کالج پہنچا، میرا تین سیر کا بکس ریلوے اسٹیشن سے تو ٹیکسی پر چلا آیا لیکن جب کالج پہنچ کر میں نے پورٹر کو بلایا اور کہا کہ یہ میرا بکس ہے تو اس نے کہا ٹھیک ہے وہ وہیل بیرو Wheel B-arrow ہے آپ اسے اٹھایئے اور باقیوں کے ساتھ اسے اپنے کمرے میں لے جایئے۔ میں ان پرانے قصوں کی باز خوانی محض ذاتی حظ لینے کے لئے نہیں کر رہا، میں تعلیم اور علم نوازی کے موضوع پر چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلہ میں یہ داستانیں میرے مضمون کا حصہ ہیں۔

ہماری تعلیمی اور اقتصادی ترقی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ تعلیمی پسماندگی اور خصوصیت سے غلط اور ناقص تعلیم ساری قوم کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اس وقت جس بحران سے گزر رہا ہے اس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ قوم نے اپنے تعلیمی نظام کی طرف توجہ نہیں دی۔

تعلیمی نظام کا اولین کام شخصی کردار کو ڈھالنا تصور کیا جاتا ہے۔ کردار کی جو بنیاد کالج میں بنتی ہے وہ زندگی بھر شاید ہی بدل سکتی ہے۔ لیکن اس تحریر میں میں شخصی کردار کے بارہ میں عرض نہیں کروں گا۔ میرا رخ ہمارے تعلیمی نظام کے قومی پہلوؤں کی طرف ہے۔ پاکستان کی چالیس سالہ تاریخ میں سب سے اہم مسئلہ قومیت کا مسئلہ رہا ہے۔ پاکستان کا قیام ایک معجزہ تھا۔ دو سو سال کی غلامی کے بعد پروردگار نے ہمیں ایک خطہ عطا فرمایا جسے ہم جیسے چاہتے بنا سکتے تھے۔ لیکن اس طویل عرصہ میں اپنے اندر احساس یگانگت، احساس اخوت اور احساس قومیت پیدا نہ کر سکے۔ چنانچہ اس پاک ذات نے ہمیں نااہل سمجھ کر اپنی وہ نعمت اور امانت اپنی پہلی صورت میں ہم سے واپس لے لی۔

قیام پاکستان کے بعد ہمارے تعلیمی نظام کا اولین فرض یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہماری یگانگت اور قومیت کے احساس کو پختگی دیتا۔ یگانگت اور قومیت کا تصور مختلف زمانوں میں بدلتا چلا آیا ہے۔ آج کے تصور کے لحاظ سے دنیا کے کئی ملکوں اور قوموں کی مثالیں ملتی ہیں جن کا استحکام محض ان کے تعلیمی نظام کا مرہون منت ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کا حال لیجئے۔ امریکہ کے یونائٹڈ اسٹیٹس میں انگریزی، آئرش، جرمن، اٹالین، سویڈش، فرانسیسی سب قبیلوں کے لوگ بستے ہیں میں ان لوگوں کو قبیلوں کا نام دے رہا ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو یورپ میں اپنی علیحدہ قومیت کے لئے دو عظیم جنگوں میں جانیں دے چکے ہیں۔ ان کی زبانیں امریکہ آنے سے پہلے مختلف تھیں، مذہب مختلف تھے اور اب بھی مختلف ہیں۔ لیکن امریکہ کے تعلیمی نظام نے جیسے ایک Crucible میں پگھلا کر ان قبیلوں کو ایک واحد قومیت میں منسلک کر دیا ہے۔ سکولوں میں ہر بچے کو امریکی دستور حفظ کرایا جاتا ہے۔ امریکی ہیرو اس کے زبان زد ہوتے ہیں۔ دن رات وہ امریکی ترانے سنتا ہے۔ ادیب، شاعر، افسانہ نویس اس طرز سے لکھتے ہیں کہ امریکہ کے ہر ہر خطہ سے محبت اس کے شہری کے خمیر میں رچ جائے۔ امریکہ کے شہری کو نہ صرف اپنے شہر سے محبت کا درس دیا جاتا ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو امریکہ کے ہزاروں شہروں کا شہری سمجھتا ہے۔ دور افتادہ یورپ کی گلیوں سے جہاں سے وہ یا اس کے آباؤ اجداد آتے تھے، اسے مناسبت نہیں رہتی۔ اسے اپنے اس خطے سے مناسبت ہوتی ہے جس سے اس کا کھانا، اس کا پینا، اس کا روزگار اور اس کا ہر وسیلہ متعلق ہے۔ وہ اس خطے کو بڑھانے اور چمکانے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اور یہ سب سکولوں، کالجوں، اخبارات، رسائل اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہوتا ہے۔

اس وقت پاکستان چار صوبوں پر مشتمل ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں دینے والے ہیں۔ زبان کے لحاظ سے، تاریخ کے لحاظ سے، کلچر کے لحاظ سے مغربی پاکستان دنیا کے Homogeneous ترین خطوں میں سے ہے۔ یقین مانئے سکاٹ لینڈ، ویلز اور انگلینڈ میں زیادہ دوریاں ہیں۔ پنجاب، سندھ، بلوچستان اور سرحد نسبتاً ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں۔ امریکہ کی طرح ہمارا نظام تعلیم، ہمارا تعلیمی نصاب اس خطہ زمین سے

ہماری محبتوں کو اجاگر کر سکتا ہے۔ میں ایک ذاتی خواہش کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ پاکستان میں ایک نئی اردو پیدا ہو جو پرانی اردو، سندھی، بلوچی، پشتو، انگریزی، پنجابی اور جھنگ کی منفرد بولی کا امتزاج ہو۔ جو یگانگت اور قومیت کا احساس بڑھائے۔ ضرورت ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام یگانگت کے احساس کو Consciously اجاگر کرے۔ مجھے کئی برس پہلے بہت خوشی ہوئی جب کراچی کے شہر میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی موجودگی میں ضیاء محی الدین نے ہیر رانجھا کو سٹیج کیا اور حضرت انشاء کے لفظوں میں:

سنایا رات کو قصہ جو ہیر رانجھے کا
تو اہل درد کو پنجابیوں نے لوٹ لیا

میری دوسری گزارش ٹیکنیکل اور سائنس کی تعلیم کے بارے میں ہے۔ پاکستان اقتصادی طور پر پسماندہ ہے۔ ایک امریکن ہماری نسبت پچاس گنا زیادہ کماتا ہے۔ انگلستان کے ایک فرد کی اوسط آمدنی ہم سے بیس گنا زیادہ ہے، ایران کی آٹھ گنا زیادہ، ترکی کی آٹھ گنا زیادہ، عراق، الجیریا، شام اور مصر کی فی کس آمدنی چھ گنا زیادہ ہے۔ ہم قومی طور پر اس قدر غریب کیوں ہیں؟ مان لیا کہ ہماری بہت سی قومی دولت انگلستان والوں نے دہلی، پنجاب اور سندھ پر سو سالہ حکومت کے زمانے میں لوٹ لی۔ مان لیا کہ امریکہ خوش قسمت ہے۔ امریکہ والوں کو قدرتی اور معدنی وسائل سے بھر پور ایک خالی خطہ زمین مل گیا لیکن پوچھنے والا ہم سے سوال کر سکتا ہے کہ ہم انگریز کے غلام کیسے بنے۔ اگر انگریز فن جہاز رانی سے واقف تھا اور ہم نہیں تھے تو یہ فن اسے کس نے سکھایا۔ اگر کلائیو کی Flint Locks رائفلوں، بندوقوں اور توپوں کی ساخت اتنی اعلیٰ تھی کہ سراج الدولہ کی فتیلہ سوز (Matchlocks) کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھیں تو بندوق سازی کا یہ فن کس نے انگریز کو ودیعت کیا۔ یہ فن اس قوم نے خود ایجاد نہیں کیا۔ کیا یہ فن ایجاد کرنے کے بعد تعلیم کے ذریعہ سے انگریز نے خود ہی اسے اپنی قوم میں فروغ نہیں دیا۔

پانی پت کے میدان میں بابر کی فتح بابر کے رومی توپ خانہ کی مرہون منت تھی۔ رومی ترک تو اس فن میں ۱۵۲۶ء کے بعد بھی مزید تحقیق کرتے رہے لیکن بدقسمتی سے بابر کی اولاد کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ توپ سازی کے فن میں ترقی کے لئے باقاعدہ تجربہ گاہ بنا لیتے۔ آپ قسطنطنیہ تشریف لے جائیں۔ رومی ترک کا مسجد کا تصور اپنے زمانے میں یہ تھا کہ ہر شاہی جامعہ کے ایک طرف ہسپتال بنے گا دوسری طرف مدرسہ۔ یہ مدرسہ صرف دینی درسگاہ ہی نہیں ہوگا اس میں توپ سازی کے تجربے بھی ہونگے۔ بدقسمتی سے جو ترک پاکستان اور ہندوستان آئے، علم سے ان کی رغبت نسبتاً کم تھی۔ وہ اپنی یادگاریں، مزار اور مقبرے مثلاً تاج محل وغیرہ چھوڑ گئے، مدرسے اور تجربہ گاہیں نہیں۔

اگر خدا کی ذات نے امریکیوں پر رزق کھولا اور ایک نئے براعظم سے نوازا تو کیا یہ ان کے عزم کا بدلہ نہ تھا جس نے انہیں بے کار سمندروں میں نئے Continents کی دریافت میں طوفانوں سے لڑوایا۔ اگر آج جاپان نے اپنی انڈسٹری کی دھاک ساری دنیا میں بٹھا دی ہے۔ تو اس میں جاپانی نظام کا کتنا حصہ ہے۔ خدا کے فرشتے جاپانیوں کو ٹیکنالوجی کی تعلیم دینے کے لئے نازل نہیں ہوئے۔ ایک زمانہ تھا کہ جاپان کا مال دنیا کی منڈیوں میں ناکارہ شمار کیا جاتا تھا اب ٹیکنیکل لحاظ سے سب سے زیادہ اسی کی ساکھ ہے۔ British Leyland نے Mini Morris کار تیار کی۔ جاپان والوں نے وہی کاریں بنائی ہیں۔ ۱۰۰۰ سی۔ سی کے بجائے جاپان ۶۰۰ سی۔ سی کے آدھے سائز کے انجن سے وہی پاور Develop کرتا ہے۔ یہ کس طرح ہوتا ہے؟ ہونڈا والے سو انجینئر جمع کرتے ہیں۔ اسی قسم کے انجینئر جو مغلپورہ سے ڈگریاں لے کر نکلتے ہیں۔ انہیں ایک سال کا وقفہ ملتا ہے۔ اس دوران فرمائش ہے کہ وہ یہ نیا انجن Develop کریں گے، اپنی صلاحیتیں استعمال کریں گے۔ ان کی زندگی اور موت یہی ہے۔ چالیس سال ہوئے امریکہ کے پروفیسر Townes نے ٹرانسسٹر ایجاد کیا۔ انہیں اس ایجاد پر نوبل پرائز ملا۔ ان کا Patent توڑنے کے لئے ٹوکیو کی یونیورسٹی میں کوششیں شروع ہوئیں اور اس قدر کامیاب ہوئیں کہ اس وقت سے الیکٹرونکس میں جاپانی بادشاہ ہیں۔ نہ صرف انہوں نے وہ ایجاد دوبارہ دریافت کی بلکہ انہوں نے اس کا نسخہ رسالہ عام میں بھی شائع کر دیا۔ تاکہ جو چاہے پاکستانی ہو، عرب ہو، ایرانی ہو ٹرانسسٹر ٹکنالوجی کو Develope کر سکے۔

یہ علم کے رستم جاپانی کون ہیں۔ آپ یقین کریں گے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو انیسویں صدی کے اوائل میں گھوڑوں کی نعل بندی کے فن سے نا آشنا تھے۔ ایڈمرل پیری امریکن ایڈمرل جب پچھلی صدی میں اپنے جنگی جہاز جاپان لے کر آئے اور جاپانیوں نے انہیں روکنا چاہا تو جہاز کی توپوں کی چند باڑوں نے جاپان والوں کو اپنی بندرگاہ کھولنے پر مجبور کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امریکن ایڈمرل کے جہاز سے چوری ہوئی۔ وہ ایک گھوڑے کی چوری تھی۔ رات کے وقت گھوڑا غائب ہو گیا اور دوسرے دن اسے واپس کر دیا گیا۔ جاپانی اس کے نعل غور سے دیکھنے اور نعل بندی سیکھنے کے مشتاق تھے۔ اس وقت ان کی Metallurgy اس حد تک نہ پہنچی تھی کہ وہ لوہے کی نعل بناتے۔ آج کیفیت یہ ہے کہ جاپان کے میٹرک کے امتحان کا موسم خود کشی کا موسم کہلاتا ہے۔ اس امتحان کے نتائج پر آئندہ داخلے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا معیار اس قدر بلند ہوتا ہے کہ اس عمر کے بچے دنیا کے کسی اور ملک میں ریاضیات، فزکس اور کیمسٹری میں اس اعلیٰ سطح پر امتحان نہیں دیتے۔ ان امتحانوں کے دوران میں پرچوں کے راز افشا نہیں ہوتے۔ ہڑتالیں نہیں ہوتیں۔ امتحان کے سینٹروں کے شیشے نہیں توڑے جاتے۔ ساری قوم، سب استاد، والدین طالب علم Examination Fever کا شکار ہوتے ہیں۔ پھر یہ لوگ ان امتحانوں کے نتائج اپنی مخصوص طرز پر قبول کرتے ہیں۔

بہت سال پہلے مجھے خوش قسمتی سے چین جانے کا موقع ملا۔ چین کے مڈل اسکول میں طالبعلم بارہ برس کی عمر میں آتا ہے اور سترہ برس کی عمر میں اس کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ ان مڈل اسکولوں کو میرے طالب علمی کے زمانے کے انٹرمیڈیٹ کالج سمجھ لیجئے۔ ان پانچ سالوں میں لازمی تعلیم کی وجہ سے ہر چینی کو بارہ مضامین پڑھنا پڑھتے ہیں جن میں کوئی مضمون اختیاری نہیں ہوتا۔ وہ بارہ مضامین مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) منطقیات۔ (۲) چینی زبان۔ (۳ - ۴) دو غیر ملکی زبانیں انگریزی، روسی یا جاپانی۔ (۵) ریاضی۔ (۶) فزکس۔ (۷) کیمسٹری۔ (۸) بیالوجی اور زراعت۔ (۹) تاریخ۔ (۱۰) جغرافیہ۔ (۱۱) آرٹس، ڈرامہ اور میوزک۔ (۱۲) Workshop Practice۔

ہر طالب علم پورے بارہ کے بارہ مضمون پڑھتا ہے۔ (اب شاید یہ نقشہ بدل گیا ہو)۔

میرے طالب علمی کے زمانہ میں کہا جاتا تھا کہ مسلمان حساب نہیں پڑھتا۔ آج کل سننے میں آیا ہے کہ آدھے پاکستانی دماغ حساب یا فزکس یا کیمسٹری کے اہل ہیں۔ باقی پچاس فیصدی دماغوں کی ساخت ہی کچھ ایسی ہے کہ یہ مضامین ان میں سما نہیں سکتے۔ چینیوں نے فیصلہ یہ کیا ہے کہ سو فیصدی طالب علم سائنس اور آرٹس دونوں پڑھیں گے۔

آپ شاید یہ گمان فرمائیں کہ سائنس کی اس لازمی تعلیم کا نتیجہ یہی ہوگا کہ ان مضمونوں کا معیار سولہ سترہ برس کے طالب علم کے لئے ہمارے انٹرمیڈیٹ کے معیار سے کم ہوگا۔ اس کا تجربہ کرنے کے لئے میں نے فزکس اور ریاضی دونوں کے ایک ایک گھنٹے کے درس Attend کئے۔ ریاضی میں میرے تعجب کی انتہا نہیں رہی جب میں نے دیکھا کہ چودہ سالہ طالب علم Orders Infinity پڑھ رہے ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو ہم لوگ بی۔ اے۔ میں پڑھاتے ہیں۔

چین نے تہیہ کیا ہے کہ وہ ہر صنعتی تکنیک کو چین میں رائج کریں گے۔ ان کی نئی قومی زندگی ہمارے دو سال بعد ۱۹۴۹ء میں شروع ہوئی۔ لیکن ان کے عزم کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان چالیس سالوں میں انہوں نے قومی سطح پر Electronics کا فن اس کے آخری مرحلوں تک حاصل کیا ہے۔ فولاد سازی انگلستان کے برابر جا پہنچی ہے۔ وہ اب Sophisticated Machine Tools بناتے ہیں، Mig 21 ہوائی جہاز بناتے ہیں۔ ہر چینی طالب علم اپنے سکول اور اپنی یونیورسٹی کے زمانے میں ہفتہ میں ایک دن ورک شاپ میں صرف کرتا ہے۔ جس سکول کا معائنہ میں کرنے گیا تھا اس میں یہ کیفیت تھی کہ چودہ سے سولہ طلباء کا ایک گروپ Transister Components بنا رہا تھا۔ دوسرا گروپ Potassium Carbonate معدنی صورت میں لے کر Titration کرنے کے بعد بوتلوں میں بند کر کے مارکیٹ کے لئے تیار کر رہا تھا۔ بارہ سالہ چار طالب علموں کا ایک گروپ اپنے ہم جماعتوں کے بال کاٹنے میں مصروف تھا۔ ایک کمرہ میں چار بارہ سالہ بچے تین سینٹ لے کر باقی بچوں کے جوتے مرمت کرنے میں مصروف تھے۔ ان میں سے ایک بچی بول اٹھی آپ اس کمرے کی کھڑکیوں پر نگاہ ڈالیں۔ ان پر پردے ڈلے ہوئے ہیں۔ ہم نے جب پہلے جوتوں کی مرمت شروع کی تھی تو ہم بدبودار جوتوں کو ہاتھ لگانے سے شرماتے تھے۔ کھڑکیوں پر پردہ ڈالے رہتے تھے۔ آہستہ آہستہ ہمیں اب اس محنت سے شرم نہیں آتی۔ ضروری ہے کہ ہم اپنی طالبعلمی کے زمانے میں Productive ہوں، Parasite نہ ہوں۔ میں نے مدرسوں میں، کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں بار بار پوچھا کہ یہ مان بھی لیا کہ سب فیکٹریاں گورنمنٹ کی ملکیت ہیں لیکن آپ لوگ محکمہ تعلیم میں کام کرتے ہیں، فیکٹریاں محکمہ صنعت کے پاس ہونگی آپ کو متعلقہ سیکرٹری صاحب سے اجازت کس طرح مل جاتی ہے۔ آپ کو یہ سب کام کرنے کے لئے گرانٹس کی ضرورت ہوگی۔ اس کا انتظام کیسے ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں پرنسپل یا ہیڈ ماسٹر صاحب اگر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سے ملنا چاہیں تو عمال انہیں روک دیتے ہیں۔ آپ کے ہاں اس قسم کے مسئلے کس طرح حل ہوتے ہیں۔ یقین مانئے جب کبھی میں نے سوال کئے میں انہیں سوال سمجھا ہی نہ سکا۔ ان کا ہمیشہ یہ جواب ہوتا تھا کہ ہماری سوسائٹی بنی ہی اس اصول پر ہے کہ ہر فرد جہاں بھی ہو ایک اچھے آئیڈیا کی امداد کرے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی افسر، کوئی حکومت کا عامل کسی طرح بھی روک بنے۔

چین کے بیان میں میں اپنے موضوع سے بہت دور ہٹ گیا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر انگریز نے Industrial Technique ایجاد کئے اور انہیں تعلیم کے ذریعے اپنی قوم میں پھیلایا، اگر جاپان تعلیمی نظام کے ذریعہ (بغیر معدنی وسائل رکھنے کے) اپنی ساری قوم میں Skills پھیلا سکتا ہے۔ اگر چین والے اپنی قوم کو ذہنی اپاہج نہیں سمجھتے اور ہر بچے سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی قسم کی سائنس اور کوئی نہ کوئی مہارت سیکھے گا، اسے بڑھائے گا اگر سب قومیں اپنی غربت کا علاج اسی طرح کر رہی ہیں تو کیا اس میں ہمارے لئے سبق نہیں ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ غریبی خود اتنی لعنت ہے کہ اگر انسان بھوکا ہو، ننگا ہو، تو اس کی دماغی صلاحیتوں کے بڑھانے کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں مجھے جرمنی کا ایک واقعہ نہیں بھولتا۔ ۱۹۴۷ء میں میں کیمبرج میں طالب علم تھا۔ جرمنی شکست کھا چکا تھا۔ جرمن قوم سرنگوں تھی۔ کیمبرج اور دیگر یونیورسٹیوں کے طلباء کی ایک پارٹی کو امریکن کنٹرول کمیشن والوں نے جرمنوں کی حالت دیکھنے کے لئے دعوت دی۔ تقریباً ۵۰۰ کے قریب طالب علم سارے یورپ سے میونخ پہنچے۔ اس شہر میں ایک عمارت نہیں تھی جو صحیح و سالم ہو۔ اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ جرمن مکانوں میں نہیں بلوں میں رہ رہے ہیں۔ ہمارے لئے شہر کے ایک پارک میں خیمے لگائے گئے۔ ان خیموں کے شہر میں میں نے سنا کہ ایک جرمن میری تلاش کر رہا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ وہ ریسرچ اسکالر ہے۔ اس وقت کے لحاظ سے اسے شاید ۲۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ اس مشاہرہ سے شاید وہ ایک وقت کی روٹی کھا سکتا تھا۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ، جنگ کے دنوں میں وہ ایک جنگی قیدیوں کے کیمپ میں ملازم تھا جہاں بعض پنجابی قیدی بھی تھے۔ ان پنجابی قیدیوں سے اس نے پنجابی زبان کی تحصیل کی۔ ۱۹۴۷ء میں یہ جرمن ایک پنجابی جرمن ڈکشنری کی تالیف کر رہا تھا۔ پنجابی زبان میں اس کا کل سرمایہ ہیر وارث شاہ کی ایک کاپی اور ایک لاہور سے چھپی ہوئی اور خستہ حالت میں پھٹی ہوئی دلا بھٹی کی کاپی تھی۔ یہ سن کر کہ شہر میں ایک پنجابی وارد ہے، وہ جرمن میری تلاش کر رہا تھا کہ دلا بھٹی میں بعض مشکل مقامات میں اسے سمجھا دوں۔ اس کی بدقسمتی سے یہ مقام میرے لئے بھی مشکل تھے اور اس بےچارے کی یہ خواہش تشنہ تکمیل رہ گئی۔

اس واقعہ پر غور فرمائیں۔ مجھے معلوم نہیں وہ ڈکشنری شائع ہوئی یا نہیں۔ اگر شائع ہوئی بھی تو اسے کتنے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ ایک علم دوست قوم کی کہانی ہے۔ ایسی قوم جس کا سارا اثاثہ علم ہے۔ سائنس کا علم، زبانوں کا علم اور پھر ایسی قوم جس کے افراد میں یہ عزم ہے کہ جرمن پنجابی ڈکشنری کا لکھنا بے معنی ہی سہی لیکن اپنا وقت تاش کھیلنے میں نہیں گزاریں گے، سٹرائیک نہیں کریں گے، فلمیں نہیں دیکھیں گے، اپنی یونیورسٹی کے وقت کو کھیل کا وقت نہیں سمجھیں گے اور علم پیدا کریں گے۔ شاید اس میں ہمارے لئے بھی سبق ہو سکتا ہے۔

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

قومی تعمیر کے بارے میں میں چین کا ذکر کر رہا تھا۔ ایک کہانی دہرانا چاہتا ہوں۔ یہ داستان چیئرمین ماؤ نے بیان کی ہے اور اسے آپ ہر چینی کی زبان سے سنیں گے۔ پرانے زمانے میں چین کے شمال میں ایک بوڑھا رہتا تھا۔ اس کا نام "پیر کم عقل" تھا۔ اس بوڑھے کے مکان کی سمت جنوب کی طرف تھی لیکن اس کے دروازے کے سامنے "تے ہانگ" اور "وانگ وو" کے دو عظیم پہاڑ کھڑے تھے۔ جن کی وجہ سے سورج کی کرنیں اس کے گھر میں کبھی نہیں پہنچتی تھیں۔ ایک دن اس بوڑھے نے اپنے جوان بیٹوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ آؤ ہم اس پہاڑ کو کھود کر دور کر دیں۔ اس کے ہمسائے نے جس کا نام "پیر دانش ور" تھا اس بے عقل بوڑھے سے کہا، "میاں مجھے معلوم تھا کہ تم بے وقوف ہو لیکن اتنا گمان نہ تھا کہ اس قدر کم عقل ہوگے۔ تم کھودنے سے کس طرح ان دونوں پہاڑوں کو رفع کر سکو گے۔ بے عقل بوڑھا بولا تمہارا کہنا درست ہے لیکن اگر میں مرگیا تو اسکے بعد میرے بیٹے ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے۔ یہ سلسلہ ہمیشہ رہے گا۔ پہاڑ اور زیادہ طویل نہیں ہونگے۔ ہر کھودنے کے ساتھ ان کی طوالت کم ہی ہوگی بڑھے گی نہیں۔ ایک دن یہ لعنت ہمارے دروازے سے دور ہو ہی جائے گی۔ "پیر کم عقل" کی بات سن کر پاک ذات کو ترس آیا۔ دو فرشتے آئے اور انہوں نے ان دونوں پہاڑوں کی لعنت کو دور کر دیا۔

میری عرض یہی ہے کہ سوسائٹی کی لعنتیں ان دو پہاڑوں کی مانند ہیں۔ انہیں اپنے حلقہ اثر میں Patience کے ساتھ دور کرنے میں کوشاں ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کو آپ کی کوششوں پر بھی ترس آئے گا۔ آمین۔ یہ فکر نہ کیجئے کہ آپ کی کوشش کامیاب ہوگی یا نہیں۔ آپ اپنا فرض ادا کیجئے۔ خداوند تعالیٰ کی پاک ذات ان میں بہت برکتیں ڈالے گی۔ میرا خیال ہے کہ ہم لوگ اقبال کے خودی کے فلسفہ کے غلط معنی بھی نکال گئے اور Individualistic زیادہ ہوگئے۔ اور قوم اور ملت کے لئے کام کرنے سے گریز کرنے لگے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

سے یہ مطلب نہ تھا کہ ہم اپنے اپنے مفاد کو مقدم کر لیں اور قوم اور ملت کو ثانوی حیثیت دے دیں۔۔۔ البتہ ہو یہی کچھ رہا ہے۔

مجھے دو کتابوں سے شغف ہے۔ ہر مسلمان کی طرح ایک قرآن پاک سے اور خصوصیت سے اس کے سننے سے، دوسرے شمائل ترمذی سے۔ حضرت ترمذیؒ نے اس کتاب میں ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جن میں رسول پاکؐ کی ذاتی زندگی، حضورؐ کا طرز کلام، حضورؐ کی رہائش، حضورؐ کی ذاتی شفقتیں، حضورؐ کا فقر اور حضورؐ کی ذات پاکیزہ کا حال جمع ہے۔

اس ضمن میں ایک بات یاد آ رہی ہے چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی، انگلستان میں وہ ایک ہسپتال میں داخل تھے۔ میں عیادت کے لئے گیا اور ساتھ شمائل ترمذی لے گیا۔ انہیں دی اور کہا کہ اگر خدا نے توفیق دی تو مستقبل میں اس کا انگریزی ترجمہ کروں گا۔ پھر میں Trieste چلا گیا۔ ...... جب کئی مہینے کے بعد لندن واپس گیا اور ان کے گھر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کتاب کا انگریزی ترجمہ لئے بیٹھے ہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے سوچا کہ شاید تمہیں وقت نہ ملے اور میرے پاس ہسپتال میں وقت تھا تو میں نے ترجمہ کر ڈالا۔

ہر طالب علم کو مشورہ دوں گا کہ وہ شمائل ضرور پڑھے۔ اس کے پڑھنے سے بہت کچھ حاصل ہوگا۔ (ماہنامہ احمدیہ گزٹ، ٹورنٹو، کینیڈا۔ دسمبر ۱۹۹۴ء ۔ ۹ تا ۱۴)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۱۳)

کا منہ کے ساتھ، یہ سلائیاں ہیں جیسے کپڑوں میں سلائیاں ہوتی ہیں۔ ان سلائیوں سے خون بہنے لگتا ہے تو بہت خطرناک ہے۔ صرف سانپوں کے اثر سے نہیں اور بھی بہت ساری وجوہات ہیں عورتوں میں ہسٹیریائی علامتیں اور لیکسس Lacheses کی طرح اس کی علامتیں بھی نیند سے بڑھتی ہیں اور سانپ کا نیند سے یہ تعلق زبان زد عام ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ سانپ کے کاٹے کو سونے نہیں دینا۔ سویا اور گیا۔ پھر وہ نیند موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے بعض دفعہ اگر اتنا شدید زہر نہ بھی ہو۔ لیکن سونے سے مرضیں بڑھ جاتی ہوں تو لیکسس کا خیال آتا ہے۔ مگر اور بھی دوائیں ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں بے چینیاں یا نیند کی کمی کا احساس جو سونے سے دور نہ ہو اس کی الگ الگ وجوہات ہیں۔ آپ کو بحیثیت ہومیو پیتھ یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کی نیند کیوں ڈسٹرب ہے اور اگر وہ معلوم کر لیں تو وہ دوا اس کی ساری بیماری پر اثر انداز ہوگی۔

سلیشیا میں مریض خواب میں اٹھ کر چلنا شروع کر دیتا ہے۔ نیند کی حالت میں انسان چلتا ہے اور پورے کام کرتا ہے۔ اور نیند کا ڈسٹرب ہونا پتہ کر لیں تو بیماری کا پتہ چل جاتا ہے۔ بعض خوابوں میں وحشت پائی جاتی ہے۔ اس کا تعلق سٹرامونیم سے زیادہ ہے۔ یا Hyoscyans سے لیکن اس میں ایک جنسی بھڑکن پائی جاتی ہے۔ جو اصل نہیں ہے صرف بیماری ہے اور وہ اس کے دماغ پر اثر ڈالتی ہے۔ بعض دفعہ یہ گندے خیالات سے نہیں ہوتا بلکہ وہ جسم کے اعضاء جن کا ان چیزوں سے تعلق ہے ان میں اگر سوزش پیدا ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں بعض زہر پیدا ہوتے ہیں جو دماغ میں منتقل ہوتے ہیں۔ اور دماغ کے پردوں پر وہی سوزش پیدا کر دیتے ہیں یا اعصابی بے چینی کی وجہ سے وہ پیغام دماغ کو پہنچا دیتے ہیں اور اس سے ایسی مریضہ جو بالکل نیک ہو ایسی باتیں کرتی ہے۔ بعض دفعہ بیماریوں کے نتیجے میں ایسی باتیں پیدا ہوتی ہیں اور ان کے جسمانی اثرات بھی پھر مختلف ظاہر ہوتے ہیں۔ پس خوابوں کا مطالعہ اور نیند کی حالت میں انسان کیا کیا حرکتیں کرتا ہے اور کیا کچھ کہتا ہے اس کا مطالعہ بھی آپ کو ہومیو پیتھک دواؤں کی پہچان میں بہت ممد ثابت ہوگا۔

کان میں درد

کانوں میں اگر درد ہو اور بدبو دار مادہ نکلے تو اس میں امونیا کارب فوراً ذہن میں آنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا ایسے امراض جو اکثر بے وقت آتے ہیں ان کی بعض دوائیں آپ کو یاد رکھنی چاہئیں۔ ان میں ایک کان درد ہے۔ تین چار دوائیں موٹی موٹی بتاتا ہوں جو کانوں کے درد میں فوری طور پر مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک پلسٹیلا ہے۔ یہ کان کے دردوں میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی دوا ہے کیونکہ اکثر کان درد کے مریضوں میں ایک نرمی اور لجاجت پائی جاتی ہے کہ کچھ کرو۔ ان میں اللہ کے فضل سے پلسٹیلا فوری فائدہ پہنچاتی ہے۔ بعض دفعہ اگر خون کا دباؤ زیادہ ہو تو ساتھ "بیلا ڈونا ۳۰" میں ملاتا ہوں۔ کیونکہ بیلا ڈونا میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ کسی خاص حصے میں خون کا دباؤ بہت بڑھ جائے تو اس میں بیلا ڈونا اسے واپس پھینکنے میں کام دیتی ہے۔ چوٹوں میں آرنیکا بعض دفعہ اکیلا اتنا فائدہ نہیں دیتا جتنا اسے دوسری ادویہ سے ملا کر دینے سے ہوتا ہے مثلاً بیلا ڈونا یا ایکونائٹ وغیرہ کے ساتھ۔

مکتوب آسٹریلیا

خبریں و تبصرے

(چوہدری خالد سیف اللہ خان ۔ نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

سزائے موت امریکہ میں پھر واپس آ رہی ہے

مذکورہ بالا عنوان کے تحت یہاں کے موقر اخبار سڈنی مارننگ ہیرلڈ نے اپنی اشاعت ۲۳ جنوری ۱۹۹۵ء میں فلپ میکارتھی (Mr. Phillip McCarthy) کی ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امریکہ کی ریاستیں بڑی سنگدلی کے ساتھ سزائے موت کو واپس جاری کر رہی ہیں ۔ ۱۹۷۶ء میں امریکہ کی سپریم کورٹ نے دس سال پہلے کے اس فیصلہ کو الٹا دیا تھا جس میں پھانسی کو ظالمانہ اور غیر معمولی سزا قرار دے کر غیر دستوری قرار دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۷۶ء کے اس فیصلہ کے بعد ریاستوں نے سزائے موت کو دوبارہ جاری کرنا شروع کر دیا اور اب امریکہ کی پچاس ریاستوں میں سے ۳۷ نے سزائے موت بحال کر دی ہے۔ اگرچہ پھانسی تو واپس نہیں آئی لیکن اب موت گیس چیمبر، الیکٹرک چیئر، زہریلے انجکشن اور فائرنگ وغیرہ سے دی جاتی ہے۔ باقی ۱۳ ریاستوں میں سے تین میں دوبارہ اس سزا کو جلد لانے پر غور کر رہے ہیں۔

امریکہ کے لوگ جرائم کی کثرت سے سخت تنگ آ چکے ہیں اس لئے کسی بھی سیاستدان کے لئے سزائے موت کی مخالفت کرنا اتنا مشکل ہو گیا ہے جتنا اس کا یہ کہنا کہ ٹیکسوں کو کم نہ کیا جائے۔ امریکہ کا رویہ انصاف کے بارہ میں پہلے سے سخت ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ جرائم پر قابو پانا ممکن نہیں رہا اس لئے سخت اقدام کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

آسٹریلیا اپنے ہر معاملہ میں رہنمائی کے لئے امریکہ کی طرف دیکھتا ہے اس لئے یہ رپورٹ یہاں دلچسپی سے پڑھی گئی ہوگی۔ دنیا کتنے تجربے کر لے آخر اسے خدا ہی کی تعلیم کی طرف لوٹنا ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

"اور ہم نے اس [یعنی تورات] میں ان پر فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور نیز (زخموں کے بدلہ میں) زخم برابر کا بدلہ ہیں۔ مگر جو شخص (اپنے) اس حق کو چھوڑ دے تو (اس کا یہ فعل) اس کے لئے گناہ کی معافی کا ذریعہ ہو جائے گا اور جو (لوگ) اس (کلام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی (حقیقی) ظالم ہیں"۔

(سورہ المائدہ : ۴۶)

اور مومنین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر مقتولوں کے بارہ میں برابر کا بدلہ لینا فرض قرار کیا گیا ہے"

(البقرہ : ۱۷۹)

اسی طرح فرمایا:

"اور اے عقلمندو تمہارے لئے (اس) بدلہ لینے میں زندگی (کا سامان) ہے (اور یہ حکم اس لئے ہے) تاکہ تم بچ جاؤ"۔

(البقرہ : ۱۸۰)

ایک بابرکت تقریب نکاح

مورخہ ۴ مارچ ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ایک اعلان نکاح کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی جس میں احباب جماعت کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ یہ نکاح مکرمہ محترمہ ثمرہ احمد صاحبہ بنت مکرم و محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب آف لاہور (ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا تھا جو مکرم حماد احمد خان صاحب ابن مکرم و محترم حامد احمد خان صاحب آف فلوریڈا امریکہ (ابن مکرم و محترم نواب محمد احمد خان صاحب مرحوم و مغفور) سے مبلغ دس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا تھا۔ مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے مسنون آیات کی تلاوت کے بعد ہر دو خاندانوں کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ دلہن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی ہیں اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی نواسی ہونے کے ناطے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی بھی ہیں۔ دوسری طرف دلہا کے والد بھی حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے پوتے ہونے کے ناطے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے ہیں۔

اس تقریب نکاح کی خصوصی بات یہ تھی کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دلہن کے والد مکرم محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب آف لاہور کی خصوصی درخواست پر ازراہ شفقت بنفس نفیس وکالت کے فرائض سرانجام دیئے۔ نماز عصر پڑھانے کے بعد حضور انور نے محراب میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ چونکہ میں تو دلہن کے والد کی طرف سے اس موقع پر وکیل ہوں اس لئے میں یہاں سامنے بیٹھتا ہوں اور امام صاحب سے فرمایا کہ آپ نکاح کا اعلان کریں۔ حضور انور کے صف اول کے وسط میں تشریف فرما ہونے کے بعد نکاح کا اعلان ہوا۔ ایجاب و قبول کے وقت حضور انور نے کھڑے ہو کر بطور وکیل نکاح کی منظوری کا اعلان فرمایا۔ دلہا کی طرف سے مکرم عبدالباقی ارشد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب مرحوم نے بحیثیت وکیل منظوری کا اعلان کیا۔ بعد ازاں مکرم امام صاحب نے رشتہ کے بہت بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی جس میں سب حاضرین نے شمولیت فرمائی۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس بابرکت اعلان نکاح کی کارروائی اسی وقت مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر براہ راست نشر کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو جماعت احمدیہ کے لئے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بہت مبارک فرمائے آمین۔ ادارہ الفضل اس بابرکت موقعہ کی مناسبت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے علاقوں میں
احمدی مسلمانوں پر ظلم کے واقعات

[پریس ڈیسک] مانسہرہ اور ایبٹ آباد پاکستان سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ وہاں پر ایک دفعہ پھر مخالفین نے جماعت احمدیہ کے خلاف زبردست مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ایبٹ آباد کے دو احمدی مسلمانوں مکرم ظفر احمد تنولی اور مکرم رفیع احمد تنولی پر تبلیغ کرنے کے "جرم" میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ قائم کیا گیا تھا مگر بعد میں مخالفین نے دو مزید دفعات ۲۹۵/اے اور ۲۹۵/سی یعنی توہین رسالت کی دفعات بڑھا دیں جس کی وجہ سے ان کی ضمانتیں منظور نہ ہو سکیں۔ ایک لمبے عرصہ کی تفتیش کے بعد پولیس نے دفعات ۲۹۵/اے اور ۲۹۵/سی کو ختم کر دیا اور ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء کو دونوں عدالت سے عارضی ضمانت پر رہا ہو گئے۔

مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۵ء کو ان کی ضمانت کی توثیق ہونا تھی مگر مخالفین مولویوں کا ایک جم غفیر عدالت کے احاطے میں اکٹھا ہوا جو آتشیں اسلحہ سے لیس تھا اور انہوں نے کسی احمدی کو عدالت میں داخل نہ ہونے دیا اس صورت حال کے پیش نظر عدالت نے ضمانت کی توثیق ۹ فروری ۱۹۹۵ء تک ملتوی کر دی۔

اسی دوران ملاؤں نے ایک احمدی نوجوان طاہر احمد جہانگیری کو پکڑ لیا اور اسے اغوا کر کے ایک وین میں ڈال کر نامعلوم مقام پر لے گئے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی اور تمام راستہ اس کو مارتے گئے۔ ایک ویران جگہ پر لے جا کر اسے وین سے اتارا اور خوب تشدد کیا۔ اسی دوران خوش قسمتی سے ایک اور وین ادھر سے گزری جس کے ڈرائیور نے یہ سب کچھ دیکھا اور ان کو مارنے سے منع کیا اور کہا کہ وہ پولیس میں اس واقعہ کی اطلاع دے گا اس پر تمام حملہ آور اس وین ڈرائیور کو پکڑنے کے لئے بھاگے اور اس افراتفری میں اس نوجوان کو وہاں سے بھاگنے کا موقع مل گیا۔ وہ میلوں مسافت طے کر کے ایک بس پکڑنے میں کامیاب ہوئے اس طرح واپس مانسہرہ پہنچے۔ پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی مگر پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا بلکہ احمدیوں کو مشورہ دیا کہ وہ شہر چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں۔

۲۶ جنوری ۱۹۹۵ء کو ملاؤں نے تنولی بھائیوں کے اس گھر پر حملہ کیا جو انہوں نے کرایہ پر دے رکھا تھا اور مکان سے ڈش انٹینا اتار کر توڑ پھوڑ دیا اور کرایہ داروں کو کہا کہ وہ مکان چھوڑ کر چلے جائیں چنانچہ ملاؤں کی اس دھمکی سے کرایہ دار مکان چھوڑ کر چلے گئے۔

۳۱ جنوری کو ملاؤں نے تنولیوں کے گھر کے سامنے مظاہرہ کیا، ایک جلوس نکالا اور گھر کو آگ لگانے کی کوشش کی مگر پولیس کی موجودگی کی وجہ سے وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد مظاہرین نے سڑک پر ٹائر جلا کر ٹریفک کو بند کر دیا اور اشتعال انگیز تقاریر کیں۔ اس ہنگامے میں حصہ لینے کے لئے ملتان اور گردونواح سے ملا آئے ہوئے تھے۔

۹ فروری کو جب عدالت نے ضمانت کی توثیق کرنا تھی ایک دفعہ پھر مولوی حضرات اودھم مچانے کے لئے آئے۔ چونکہ احمدی مسلمانوں کے لئے خود عدالت میں حاضر ہونا خطرہ سے خالی نہ تھا اس لئے صرف ان کے وکلاء ہی عدالت میں حاضر ہوئے مگر عدالت نے یہ عذر پیش کر کے کہ احمدی خود عدالت میں حاضر نہیں ہوئے ضمانت کی درخواست کو مسترد کر دیا۔

اسی علاقہ میں ملاؤں نے ایک احمدی ڈاکٹر رانا منور احمد کے خلاف بھی مہم چلائی ہوئی ہے اور مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ان کا تبادلہ کسی اور جگہ کر دیا جائے۔ مولوی وہاں نعرے بازی کرتے ہیں اور پمفلٹ تقسیم کر رہے ہیں۔ مقامی اخبارات بھی من گھڑت خبریں شائع کر کے لوگوں کو احمدیت کے خلاف اشتعال دلانے میں مصروف ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

کوشش سے بھی اور دعاؤں کے ذریعے بھی اللہ کی محبت کے بندھن میں اپنے آپ کو جکڑتے ہوئے وہ دعاؤں کے بندھن تعمیر کریں جو نظر تو نہیں آتے مگر دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو بھی وہ لپیٹ سکتے ہیں۔

PLANET EARTH PRESENTS

- FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
- ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
- Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems

Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

Kenssy
Fried Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission from London
31st March 1995 - 13th April 1995

Friday 31st March

11:30	Tilawat
11: 45	Hadith
12:00	EUROFILE- Tour of Spain
12.30	Japanese Programme
1:00	NEWS
1:30	FRIDAY SERMON LIVE
2:30	MTA variety Correct pronounciation of Duress-Sameen Lesson 12 Part 2
3:00	Mulaqat with Urdu speaking friends held on the 31-3-95
4:00	MTA variety "Tajweed-ul-Quran
4:50	Tomorrow's programmes

Saturday 1st April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE
1.00	NEWS
1:30	Around the globe
2:00	Children's Corner Mulaqat with Huzoor 1-4-95
3:00	MTA variety Speech by A. Quyyum from Hamburg
3.30	Turkish Prog. "Introduction of Ahmadiyyat"
4:00	LIQAA MA'AL ARAB
4:50	Tomorrow's programmes

Sunday 2nd April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe "No time to lose"
2:00	Mulaqat
3:00	Letter from London
3:30	MTA variety Speech by A. Quyyum
4.00	Turkish Prog. "Introduction of Ahmadiyyat"
4:50	Tomorrow's programmes

Monday 4th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE
1.00	NEWS
1:30	Around the Globe "Stepping stones"
2:00	Homeopathy Lesson No.73
3:00	MTA variety German programme "A Walk through Frankfort
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's programmes

Tuesday 4th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	Medical Matters (Repeat)
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe "Food for Sight"
2:00	Homeopathy Lesson No.74
3.00	Cooking Lesson
3:30	MTA variety Maulana Naseem Saifi.Part 1
4:00	Children's Corner Repeat of Eid Show
4:50	Tomorrow's programmes

Wednesday 5th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE
1.00	NEWS
1:30	Around the Globe
2:00	Tarjamatul Quran Lesson No.47
3:00	MTA variety Maulana Naseem Saifi.Part 2
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's programmes

Thursday 6th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	Medical Matters "FIRST AID"
12.30	Eurofile
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe
2:00	Tarjamatul Quran Lesson No.48
3:00	MTA variety
4:00	LIQAA MA'AL ARAB
4:50	Tomorrow's programmes

Friday 7th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Huzoor's interview by a reporter from Galway Advertiser
12:30	Japanese Programme
1:00	NEWS
1:20	FRIDAY SERMON LIVE
2:30	MTA VARIETY Correct pronounciation of Durres-Sameen Lesson 12 Part 4
3:00	MULAQAT with Urdu speaking friends
4:00	Speech "Da'wat-e-Ilallah" by Maulana Abdul Wahab sahib
4:50	Tomorrow's Programmes

Saturday 8th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Q/A session of Khalifatul Masih IV with Lajna on 19/3/95 Part 1
1:00	NEWS
1:30	Around the globe Documentary about the Promised Messiah
2:00	Children's Corner Mulaqat with Huzoor on 8/4/95
3:00	MTA VARIETY German Programme
3.30	Turkish Prog.
4:00	LIQAA MA'AL ARAB
4:50	Tomorrow's programmes

Sunday 9th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Q/A session of Khalifatul Masih IV with Lajna on 19/3/95 Part 2
1:00	NEWS
1:30	Around the globe
2:00	MULAQAT with Khalifatul Masih IV on 9/4/95
3:00	Letter from London (Repeat)
3:30	MTA VARIETY German Programme
4:30	Children's Corner Games from Pakistan
4:50	Tomorrow's programmes

Monday 10th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Address by Khalifatul Masih IV on 6/7/86
1:00	NEWS
2:00	NATURAL CURE Homeopathy Lesson No.73
3:00	MTA VARIETY German programme Q/A with Khalifatul Masih IV at Zurich on 3/6/87
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's Programmes

Tuesday 11th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	Medical Matters
12:30	EUROFILE Q/A with Khalifatul Masih IV on 26/4/86
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe
2:00	NATURAL CURE Homeopathy Lesson No.74
3:00	MTA VARIETY Al-Maidah : Cooking leson
3:30	MTA VARIETY
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 12th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Address by Khalifatul Masih IV on 5/9/93
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe
2:00	Tarjamatul-Quran Class No.48
3:00	MTA VARIETY
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's Programmes

Thursday 13th April

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	Medical Matters
12:30	EUROFILE Q/A with Khalifatul Masih IV on 25/4/86
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe
2:00	Tarjamatul-Quran Class No.49
3:00	MTA VARIETY Speech by Nasir Mehmood sahib on "Holy Prophet (saw)"
4:00	LIQAA MA'AL ARAB Huzoor meets Arab friends
4:50	Tomorrow's Programmes

** Programmes or their timing may change without further notice.

PLEASE NOTE

Due to various reasons we have not been able to start the "Learning Languages with Huzoor" programmes as published earlier. Insha Allah, we will start these programmes as soon as possible. Details will be broadcast daily on MTA.

ISSN: 1352 9587

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol. 2 Friday, March 31, 1995 No. 13

شذرات

(م-ا-ح)

آج کی صحبت میں کچھ خبریں، کچھ سرخیاں اور چند بغلی سرخیاں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱)

پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین خان اقبال احمد خان صاحب نے اپیل کی ہے کہ:

"علماء قوم کو دہشت گردی سے بچانے کے لئے میدان میں نکل آئیں"

(جنگ لندن سنڈے ایڈیشن ۱۲ مارچ ۱۹۹۵ء)

علماء نکلے ہوئے تو ہیں مگر غالباً جناب خان صاحب کو نظر اس لئے نہیں آتے کہ انہوں نے جبہ و دستار اتار کر جرنیلوں کی ٹوپی وردی پہن لی ہے اور اپنی سپاہ کی کمان میں مشغول ہیں۔ ان کی کاشن یا بڑھکیں صاف سننے میں آ رہی ہیں ۔ اخباروں میں ان کی عسکری تنظیموں کی نفری کا ذکر ہوتا ہے۔ حکومت ان کے اسلحہ کی نوعیت اور مقدار پر اعلامیے جاری کرتی ہے۔ البتہ چیئرمین نظریاتی کونسل کی یہ خوش فہمی سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ حضرات قوم کو دہشت گردی سے بچائیں گے۔ ان کے نعرے تو یہ ہیں:-

"اسلامی انقلاب بندوق کی گولی سے لائیں گے"

"کشتوں کے پشتے لگا دیں گے"۔

"تختہ الٹ دیں گے"۔

"راج کرے گا مولوی باقی رہے نہ کو"۔

نوٹ: ہم یہاں تک لکھ چکے تھے کہ آج کے اخبار میں پاکستان کے معروف دانشور جناب احمد ندیم قاسمی کے ایک مضمون میں یہ منظر دکھائی دیا:

"چاروں طرف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ ہم گولی کی زبان میں بات کریں گے، ہم تیر کی زبان سے بات کریں گے ، ہمارا نشانہ خطا نہیں جا سکتا، ہم زبانیں گدی سے کھینچ لیں گے، ہم خون کے دریا بہا دیں گے ، ہم کھوپڑیوں کے پشتے چھوڑیں گے، ہم یہ کر دیں گے ، ہم وہ کر دیں گے۔ اے خدا کے بندو! اے ارض پاک کے غیرت مندو! تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے!"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ء)

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

(۲)

اب ایک خبر بلا تبصرہ ۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ترجمان رسالہ "جہد حق" نے اطلاع دی ہے:-

زبردستی نکاح جائز ہے۔
جماعت اسلامی کے مولانا کا فتویٰ

"جو عورت بھی خاندانی منصوبہ بندی کے لئے کام کرتی نظر آئے اسے فوراً پکڑ کر نکاح میں لے لیں اور اگر کوئی مولوی نکاح پڑھانے سے انکار کرے تو مجھ سے فوری رابطہ قائم کریں"۔

یہ ہدایت جماعت اسلامی کے رہنما مولانا عبدالرزاق نے جماعت کے زیر اہتمام ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو منعقد ہونے والی شریعت کانفرنس میں دی۔ اس کانفرنس میں حکومت، عورتوں کی آزادی، ٹیلی ویژن کے مختلف پروگراموں اور بالخصوص خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف تقاریر کی گئیں"۔

(جہد حق، جلد ۲ شمارہ ۲ فروری ۱۹۹۵ء)

(۳)

نومبر ۱۹۹۴ء میں صوبائی محکمہ داخلہ کی طرف سے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو ایک رپورٹ خفیہ دی گئی تھی مگر خدا جانے کہ اخبار کو اس کی اطلاع کیسے مل گئی جس نے اس پر اوپر نیچے دو سرخیاں لگائیں:-

"پنجاب میں فرقہ وارانہ واقعات میں ۴۰ فیصد اضافہ"

"بعض فرقہ وارانہ تنظیموں کے پاس راکٹ لانچر تک موجود ہیں۔ محکمہ داخلہ کی خفیہ رپورٹ"

(روزنامہ جنگ لندن، ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء)

اب مارچ ۱۹۹۵ء میں اسی صوبہ کے چیف سیکرٹری گویا ہوئے ہیں:-

"پنجاب میں فرقہ واریت کے واقعات دگنے ہو گئے ۔ چیف سیکرٹری"

"فرقہ واریت کو، تنظیموں پر پابندی عائد کرنے کے بجائے دوسرے طریقہ سے ختم کریں گے"۔

یعنی فرقہ وارانہ تشدد اور بدامنی کے واقعات میں ۴۰ فیصد سے بڑھ کر اب ۱۰۰ فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ اب اگر یہ کوئی اچھی بات ہوتی تو ہم کہتے اللہم زد فزد۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس افسوس ناک خبر پر اب کون سی مناسب عربی دعا پڑھیں اس لئے قرآنی حکم کے مطابق "انا للہ وانا الیہ راجعون" پر اکتفا کرتے ہیں۔ البتہ چیف سیکرٹری کے "دوسرے طریقہ واردات" کو جاننے کے لئے ہم بے چین ہیں۔ اگرچہ ابھی یہ خفیہ ہے لیکن جلد پردہ اٹھے گا اور ہم اپنے قارئین کو تھیلے سے باہر آنے والی بلی ضرور دکھائیں گے۔

(۴)

خبر کا عنوان

"دینی مدارس کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کی سخت مزاحمت کی جائے گی۔ مولانا چنیوٹی"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۱ مارچ ۱۹۹۵ء)

جسے بھی پیٹ کی مار دی جائے وہ مزاحمت تو کرے گا اور یہ بے چارے منظور چنیوٹی تو اپنا آبائی ہنر بھی بھول چکے ہیں۔ اب بڑھاپے اور بیماری میں لے دے کر ایک مدرسہ ہی باقی رہ گیا تھا جسے ان کے سابق ایم۔ پی۔ اے۔ ہونے کے ناطے گورنمنٹ کے محکمہ اوقاف اور زکوٰۃ سے ایک بندھی رقم مل جاتی تھی اور مقامی طور پر قربانی کی کھالوں، فطرانہ اور صدقہ وغیرہ سے خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔ اسمبلی کے ممبر بنے تو ماہانہ کے علاوہ ایم۔ پی۔ اے۔ ہاسٹل کا کھانا مفت۔ کچھ فتوحات میاں منظور وٹو یا راجہ منور پر احمدی ہونے کا الزام دے کر پیدا کر لیں۔ (ان بلیک میلوں کی روداد پنجاب اسمبلی کے وقفہ سوالات میں سنائی گئی تھی اور اخبارات نے چسکے لے لے کر شائع کی تھی)۔ اب جبکہ یہ سب راستے مسدود ہو چکے ہیں، بس مدرسہ ہی ان کی جائداد ہے، اسی سے دال روٹی چلتی ہے، اسی سے کچھ اوپر کی آمدنی ہو جاتی ہے۔ اسے بھی بدعنوانیوں کے باعث ختم ہو جانے کا خطرہ ہو تو درد مزاحمت تو ہو گا۔ پھر جہاں جاتے ہیں وہاں اسلم قریشی والے قصے میں سربازار گولی کھانے سے پھر جانے پر در رفٹے منہ الگ

پیٹ کی مار اس پہ رسوائی
ہائے قسمت کہاں پہ لے آئی

(۵)

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اپنے پہلے صفحہ پر چوکھٹے میں یہ احتجاجی مطالبہ شائع کیا ہے:-

"قادیانیوں کی رسوائے زمانہ کتاب کی اشاعت پر پابندی عائد کی جائے"۔

"حکومت ناشرین کے خلاف توہین رسالت کے جرم میں کاروائی کرے"۔

بیان کے متن کا کچھ حصہ اس طرح ہے:-

"فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) سنی تحریک فیصل آباد کے کنوینر قاری اللہ دتہ محسن اور دیگر اراکین عزیز صادق، مولانا محمد اسلم رضوی، صوفی ناصر علی اور محمد اکبر انصاری نے ایک مشترکہ بیان میں منکرین ختم نبوت کی کتاب "تحذیر الناس" کی وسیع پیمانے پر اشاعت پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس رسوائے زمانہ کتاب کی خرید و فروخت اور اشاعت پر پابندی لگائی جائے اور اس کے ناشرین کو توہین رسالت کے جرم میں فوری گرفتار کیا جائے ...... اگر حکومت نے منکرین رسالت کی اس قبیح کاروائی کا نوٹس نہ لیا تو سنی تحریک یہ فرض از خود پورا کرے گی .... اور اسے تلف کر کے دریا برد کر دے گی"۔

(نوائے وقت لاہور، ۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء)

یہ تو وہی مثل ہوئی کہ "ماں نہ پہچانے اپنا بچہ ڈھونڈے گاؤں بھر میں"۔ یہ کتاب تحذیر الناس انہی حضرات کے جد امجد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی تصنیف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوی سے قبل شائع ہو چکی تھی۔ سنی تحریک کے اراکین کو اس کتاب سے نفرت اس لئے ہے کہ بقول ان کے:

"اس کتاب میں آنحضرت ؐ کی کامل اور اکمل ختم نبوت کا واضح انکار کیا گیا ہے"۔

اگر ایسا ہے تو ان کا غصہ احمدیوں کی بجائے مصنف یا ان کی معنوی اولاد اور متبعین یعنی دیوبندی حضرات کے لئے ہونا چاہئے۔ ان کے یکدم بھڑکنے کی ایک وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ خود "رضوی" یعنی احمد رضا بریلوی کے پیرو ہیں اس لئے انہیں اس کتاب کا پہلا صفحہ جہاں مصنف کا نام درج ہوتا ہے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ بریلوی لوگ دیوبندیوں کی کسی کتاب کو ہاتھ لگانا ویسے بھی حرام سمجھتے ہیں ۔ اب ہم نے انہیں حقیقت بتا دی ہے اس قضیے کو آپس میں نپٹ لیں کہ یہ بچہ کس کا ہے۔ مہربانی کر کے ہمارا نام بیچ میں نہ لائیں ۔ ہمارا اس سے کچھ تعلق نہیں۔

—○○○—

ضروری اعلان

وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی / موصیات جو اپنی جائداد کا حصہ ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہوں ان کو بھی اپنی جائداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہو گا (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ)۔

ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے:-

"جس جائداد کا حصہ جائداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی"۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad